بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت یہ ہو جائے تو

از فاطمہ راجپوت

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اکتوبر کے خوشگوار مہینے کی ایک حسین شام ڈھل رھی تھی۔ٹھنڈی ہوا اس کی زلفوں کو چھیرتے ہوئے اس کے تفکر میں ڈوبے حسین چہرے کو مزید دلفریب بنا رہی تھی۔نیلے رنگ کی فراک کے ساتھ سفید اور نیلا آنچل اوڑھے گہری سوچوں میں گم وہ اس گہری شام کا ایک دلکش حصہ معلوم ھورھی تھی۔شھد رنگ آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئیں تھیں۔گلابی ہونٹ اور رخسار جو سردی کی شدت سے سرخ ہو رہے تھے اس کی خوبصورتی کو خوب نکھار رہے تھے۔

کچھ دن پہلے اس کے ساتھ کچھ ایسا ہوا جو اس کی زندگی پر ایک ناقابل فراموش چھاپ چھوڑ گیا تھا

" بھائی مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش میں تھی وہ۔۔۔"

گاڑی سے نکلتے نجانے منہالہ کس کے متعلق بات کر رہی تھی۔کالج کے یونیفارم کے ساتھ سکارف سے نقاب کئے وہ پروقار سی لگ رہی تھی۔

" اس کی اتنی ہمت کہ اس نے میری بیوقوف بہن کو اور بیوقوف بنانے کی کوشش کی۔۔۔"

شمروز نے دروازہ کھولتے کہا۔۔

"بھائی آپ بھی نا 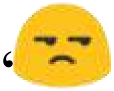"

مصنوعی خفگی سے اس نے شمروز کی طرف دیکھا۔۔

"ارے چندا مذاق کر رہا تھا نا۔"

اس نے حالہ کے سر پر ہاتھ رکھتے گھر کے اندرون حصے کی جانب جاتے کہا۔۔

"اب آپکی سزا ہے کہ رات کو مجھے ڈھیر ساری شاپنگ کے بعد آئی سکریم کھلائیں گے۔۔بولیں یہ منظور ہے؟"

ہاں میری چڑیل بہن منظور ہے۔

باتیں کرتے ہوئے وہ لاؤنج میں داخل ہوئے۔۔۔۔

*____________*____________*____________

"السلام علیکم امی"

لاؤنج میں داخل ہوتے دونوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔۔"

"بھائی آپ نے کونسی ٹیلی کمیونیکیشن کیبل لگائی ہے میرے دماغ میں۔۔۔جب میں بولی فوراً آپ بولے کیوں؟"

New Era Magazine

اس سے پہلے کہ نادیہ بیگم جواب دیتیں منہالہ بول پڑی۔

" ماما دیکھ لیجئے یہ آپ کی لاڈلی کی حرکات"

شمروز نے صوفے پر بیٹھتے کہا۔

اتنی دیر میں ہالہ بھی سکارف کی پنز نکال چکی تھی۔

"ہاں تو میں نے کیا غلط کہا۔۔۔پہلے میں نے سلام کرنا تھا"

جگ سے پانی انڈیلتے اس نے بے نیازی سے کہا۔

اگر اس کی کالج فیلوز دیکھ لیتیں اسے نان سٹاپ بولتے تو غش کھا کر گر ہی جاتیں کہ یہ سنجیدہ مزاج لڑکی مزاق بھی کرتی ہے۔

" بیٹا ضمائیر کی کال آئی تھی اگلے ہفتے وہ آرہا ہے"

نادیہ بیگم تبسم چہرے پر سجائے بولیں۔منہالہ کمرے میں جاچکی تھی ورنہ وہ اپنے بھائی کے آنے کا سن کر اچھلنے لگتی۔

" اچھا ہے پڑھائی کے بعد اسے کچھ وقت کا آرام بھی ملا۔لاسٹ منتھ اسکا ایم بی اے کمپلیٹ ہو گیا ہے اب تک کافی انجوائے کر لیا ہو گا۔"

" ہاں بیٹا صحیح کہہ رہے ہو۔جاؤ فریش ہو جاؤ میں کھانا لگواتی ہوں۔"

" جی امی۔"

New Era Magazine

______*______*______*______*

5 فٹ 3 انچ قد, شہد رنگ کی جھیل جیسی بڑی بڑی آنکھیں, کھڑی ناک, گلاب کی پنکھڑیوں سے ہونٹ اور چمکتے رخسار-اور سنجیدہ شخصیت۔ جو بھی منہالہ کو دیکھتا اس کا متاثر ہونا بنتا بھی تھا-

منہالہ بچپن سے ہی ذہین تھی-اپنے ہم عمر بچوں کے لحاظ سے اسکا آئی کیو لیول بھی قدرے بہتر تھا-اور ہر بات کو بہت جلدی سمجھ جاتی۔ سادہ مگر پر کشش شخصیت کے ساتھ وہ واقعی الگ تھی۔ لاڈلی ہونے کی وجہ سے اسے چھوٹی سی بات پر بے انتہا غصہ کرتی اور ضد کرنے میں اس کا کوئی ثانی نہیں

لیاقت خان کا عالیشان

"KHAN MENTION"

شام کی مدھم روشنی میں بھی جگمگا رہا تھا-عالیان شاندار وسیع وعریض لائبریری میں کتابوں میں سر دیئے مطالعہ میں مصروف تھا-عالیان کو مصالعہ کا بے حد شوق تھا-جب بھی عالیان اکیڈمی سے آتا بس لائبریری میں گھس جاتا اور دیر تک مطالعہ کرتا رہتا-آج بھی عالیان مطالعے میں مگن تھا جب ملازمہ نے اسے صبا بیگم کے کہنے پر ڈنر پر

آنے کا کہا-عالیان نے ڈائی ننگ روم میں داخل ہوتے سب کو سلام کیا-ایک چیئر کھینچتے ہوئے اس پر براجمان ہوا اور کھانا کھانے لگا-

---

" پڑھائی کیسی جارہی ہے بیٹا"

"بہت اچھی۔۔۔ نیکسٹ ویک سے فیز ٹیسٹ سٹارٹ ہورہے ہیں۔میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ فیز تک مجھے ہاسٹل میں رہنے دیجئے۔ساری روٹین ڈسٹرب ہو گئی ہے میری"

مصروف انداز میں اس نے گلہ کیا۔

" بیٹا جب ہم یہاں شفٹ ہو ہی گئے ہیں تو ہاسٹل میں رہنے کا کیا مقصد"

جواب لیاقت صاحب کی جانب سے آیا تھا۔عالیان بھی سر کو خم دیتا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

-----*-------*------*****-------*-----------*----
-*

ذہانت سے چمکتی بھوری آنکھیں، فوجی کٹ میں بنے ہوئے کالے سیاہ بال، چمکتی کشادہ پیشانی

New Era Magazine

اور لمبا قد دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے۔اس کی شخصیت کا سحر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا تھا۔

عالیان کی فیملی کچھ دن پہلے ہی اسلام آباد شفٹ ہوئی تھی۔پہلے وہ سب کراچی میں رہتے تھے لیکن کراچی کے حالات ناگوار ہونے کے باعث وہ سب اسلام آباد آگئے۔عالیان میٹرک کے بعد اسلام آباد آگیا اور کالج کے قریب ہی ہاسٹل میں رہنے لگا۔عالیان کے والد لیاقت صاحب ہوٹلز کی دنیا کی ایک جانی مانی شخصیت ہیں۔ان کے ہوٹلز کی چینز پورے ملک میں ہیں۔

*____*____*____*____

کالج کے یونیفارم کے ساتھ حجاب لیے کالج بیگ کاندھے پر ڈالے ہالہ ڈائی ینگ میں داخل ہوئی۔منہالہ ناشتے کے لئے بیٹھنے ہی والی تھی کہ گھڑی پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

منہالہ نے جلدی سے نقاب کی پن لگائی اور نادیہ بیگم سے مخاطب ہوئی

New Era Magazine

"OKAY GOOD BYE MOM I 'M
GETTING TOO LATE
ALLAH HAFIZ"

باہر نکلتے ہی اس کی نظر سامنے والے گھر کے گیٹ پر پڑی-جہاں یونیفارم میں ملبوس ایک لڑکا کالج جانے کے لئے گھر سے نکل رہا تھا-عالیان نے بھی نظروں کی تپش محسوس کرتے اچانک نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک سادہ لڑکی کالج کے یونیفارم میں کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی-دونوں کی نظروں کا اچانک تصادم ہوا تو دونوں نظریں جھکا گئے۔

"چلیں ہالہ؟"

"جی بھائی"

کالج پہنچ کر منہالہ نے اپنے بھائی کو خدا حافظ کہا اور کالج میں داخل ہو گئی-تیزی سے چلتے ہوئے کلاس کی طرف بڑھ گئی لیکن کلاس کے دروازے پر پہنچتے ہی اس کا چہرا خوف

New Era Magazine

سے سفید پڑ گیا

ہر ایک میں دیکھتے ہیں ہم تجھے

تیرے عشق نے ہمیں سر- بازار رسوا کر دیا

#(از خود)

جب منہالہ کلاس روم تک پہنچی تو مس انیقہ ٹیسٹ شروع کروا چکی تھیں-پہلا پیریڈ فزکس کا تھا اور میم کافی سٹرکٹ تھیں-کوئی اگر ان کے پیریڈ میں 2 منٹ بھی لیٹ ہو جاتا تو پورا پیریڈ کھڑا کر دیتیں،اب تو 15 منٹ گزر چکے تھے، منہالہ کو معلوم تھا اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے-منہالہ نے حسبِ عادت نارمل انداز میں کہا

"MISS MAY I COME IN?"

مس انیقہ کی نظر جونہی دروازے میں کھڑی منہالہ پر پڑی ان کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا-

کچھ سٹوڈنٹس نے اسے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر کام میں مصروف ہو گئے-مس انیقہ نے اسے خوب ڈانٹ پلائی اور اسے کلاس سے جانے کا کہتے ہوئے ایک غصیلی نظر سب

پر ڈالی جو اپنے کام میں مصروف تھے کیونکہ وہ جانتے تھے اگر ٹیسٹ وقت پر مکمل نہ ہوا تو کیا حشر ہوگا۔

منہالہ دل ہی دل میں خوش ہوتی کلاس سے ہٹ گئی اور کینٹین کا رخ کیا اور کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوئی۔

عالیان بھی کافی لیٹ ہو چکا تھا لیکن جب عالیان کلاس روم میں داخل ہوا تو اسے پتہ چلا کہ سر شبیر طبیعت ناساز کی وجہ سے کالج نہیں آئے۔عالیان سے اپنی سیٹ سنبھالی اور اپنے دوستوں سے باتیں کرنے لگا۔

" عالی یار بتا انڈ۔۔پینڈنس ڈے کا کیا پروگرام ہے؟"

" کیا پروگرام؟ فیئرز ہونے والے ہیں سٹڈی پر کنسنٹریٹ کرو"

عالیان نے بیگ میں کتابوں کا جائزہ لیتے کہا۔

" بوڑھی ہڈی یہی عمر ہوتی ہے انجوائے کرنے کی۔۔پھر تو انسان بزنس کے جھمیلوں کی نظر ہو جاتا ہے"

دانیال نے اچٹتی نظر اس پر ڈالتے کہا۔

New Era Magazine

" اتنے تم بزنس مین۔۔۔ سٹیٹس کے ٹیسٹ میں جو تمہارے ہاتھوں کو بریکیں لگ جاتی ہیں نا سب جانتے ہیں"

عالی نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ عالیان کی مسکراہٹ دلکش تھی جس سے وہ مقابل کا دل موہ لیتا۔ اور آج اتفاق سے عالیان کا موڈ خوشگوار تھا۔

اس کی اس بات پر سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

" اچھا دانی پلیز ٹر مینیٹر کے آرنلڈ جیسا منہ نا بنا جو تو کہے گا ہم سرِ تسلیم خم کر دیں گے"

عالیان نے سر کو ہلکا سا خم دیتے کہا۔۔۔

" تو باز آجا"

دانیال نے اسکے شانے پر مکا جڑتے کہا۔

" تیرے رہتے تو میں باز نہیں آنے والا۔۔۔ہاں تو مرنے کا پروگرام بنا لے تو شاید میں باز آجاؤں"

" بندے کی شکل اچھی نا ہو تو بات اچھی کر لینی چاہئیے"

دانیال نے خفگی سے منہ پھلاتے کہا۔

" کہہ تو دیکھو کون رہا ہے۔۔۔ جس کی نا شکل اچھی ہے نا عقل"

New Era Magazine

عالیان نے شاہد کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے کہا۔

اس سے قبل کہ دانی جوابی کاروائی ی کرتا پیریڈ کی بیل بزہونت لگی۔ پیریڈ کی بیل ہوتے ہی سب اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے-اور سر اسلم کلاس میں داخل ہوئے۔

پیٹ پوجا کرنے کے بعد منہالہ بیل کی آواز سنتے ہی کلاس کی طرف ہولی- مس انیقہ جا چکی تھیں-

"یہ مس کھڑوس تو گئیں"

زرشا نے منہالہ کو خود سے بر بڑاتے دیکھا تو بولی "اب اگر مس کھروس کو برا بھلا بول لیا ہو تو آکر سیٹ پر بیٹھ جاؤ" زرشا منہالہ کی بیسٹ فرینڈ تھی- منہالہ اپنی ہر بات زرشا سے شئیر کرتی اور زرشا منہالہ سے !! دونوں ابھی باتوں میں مصروف تھیں جب مس بریرہ کلاس میں داخل ہوئیں-اور سب ان کی طرف متوجہ ہوگئے-

---

چھٹی کی بیل ہونے پر عالیان اپنے دوستوں سے بغل گیر ہوتا ہوا اپنا بیگ اٹھائے گیٹ کی طرف بڑھا جب اسے ایک دم صبح والا واقع یاد آیا جب وہ لڑکی عالیان کے سامنے آئی تو ایک دم عالیان کو عجیب سا احساس ہوا جو اسے آج سے پہلے کبھی نہ

New Era Magazine

ہوا تھا۔

ابھی وہ سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب ڈرائیور نے عالیان کو آواز دی اور وہ گھر کی طرف چل پڑے۔

عالیان اپنے موڈ کا تھا-عالیان خود کالج جانا چاہتا تھا، لیکن صبا بیگم کے اصرار پر ڈرائیور کے ساتھ آیا تھا۔ لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ کل اپنی من مانی کرے گا۔اس کی بھوری آنکھیں شرارت سے چمک اٹھیں اور اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سج گئی۔

کالج سے واپسی پر بھی ہالہ کو شمروز ہی لینے آیا تھا۔

"السلام علیکم بھائی ی"

" وعلیکم اسلام چندہ۔۔۔کیسا گزرا دن؟"

" بہت اچھا"

نرم مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتے وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گ ئی ی۔ڈرائی یو

New Era Magazine

کرتے ہوئے وہ بات کرنے سے اجتناب ہی کرتی تھی۔وہ سائڈ مرر سے باہر دیکھنے لگی۔

منہالہ کو ایک دم صبح کا منظر یاد آیا جب اس لڑکے کو دیکھتے ہوئے اسے عجیب احساس نے آگھیرا تھا۔آخر ایسا کیوں ہوا؟ منہالہ تو ہر گز لڑکوں میں انٹرسٹ نہ لیتی اور نہ ہی دوسری لڑکیوں کی طرح فلموں اور ڈراموں کے ہیروز پر گھنٹوں گوسپ کرتی، بلکہ وہ تو ایسی باتوں سے چڑتی تھی۔اسے پیار محبت پر یقین تھا تو صرف پیرنٹس اور بہن بھائیوں کی محبت پر،اس کی نظر میں پوری دنیا مٹھاس کا لبادہ اوڑھے ایک کڑوی حقیقت تھی۔وہ تو کسی کو ایک نظر دیکھ کر راضی نہ تھی تو آج!!!!!!!!!

ابھی وہ سوچوں میں ڈوبی کئی سوالوں کے جواب تلاش کر رہی تھی جب ضمائر نے منہالہ کے پر سوچ چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا ہوا منہالہ کیا سوچ رہی ہو؟" منہالہ ایک دم چونکی "کچھ نہیں بھائی بس کالج کے بارے میں۔آپ پریشان نہ ہوں" منہالہ مسکرا کر بولی تو ضمائر کا دل پر سکون ہو گیا۔

عالیان ابھی اس شہد رنگ کی جھیل سی گہری آنکھوں والی لڑکی کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا جب ڈرائیور نے گھر کے آگے گاڑی لا کر ہارن بجایا۔ عالیان تیزی سے بیگ اٹھاتا گھر کی طرف بڑھ گیا۔

بعض اوقات ہم خود نہیں جان پاتے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ ہماری سوچوں پر ہمارا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ ہمارا دماغ خود بخود منصوبہ بندی کرتے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور ہم انجان سب کچھ کر جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اللہ پاک کے اختیار میں انسان کا دل ایسے ہے جیسے دو انگلیوں کے درمیان ہو اور وہ جب چاہے اسے جس بھی طرف موڑ دے۔۔۔۔ انسان چاہ بھی نہیں سکتا جب تک اللہ پاک نا چاہیں۔

محبت اور موت کوئی ی نہیں جانتا کب، کس پر کیسے اور کہاں وارد ہو جائے لیکن دونوں کے آگے انسان بے بس ہے۔۔۔ بس فرق یہ ہے کہ موت سب کچھ ختم کر دیتی ہے جبکہ محبت اگر درست ہو تو زندگی سنوار دیتی ہے اور اگر درست نا ہو تو برباد کرنے کوئی ی کسر نہیں چھوڑتی۔

New Era Magazine

ان دلوں میں بھی محبت کی کونپل کھلنے لگی تھی۔اب اس کا انجام کیا تھا یہ تو فقط کاتب تقدیر ہی جانتا تھا۔

* ***

**

ضمائر نے کار لا کر گھر کے پورچ میں روکی۔منہالہ نے اپنا بیگ پکڑا اور ضمائر سے مخاطب ہوئی

"بھائی آج آپ جلدی آجائیے گا زوار کا برتھڈے ہے"

''اتنا تو اپنے بیٹے کا مجھے نہیں پتہ جتنا تمہیں پتہ ہے''

''میں اس کی عقلمند پھوپھو ہوں نا اس لئے آپ جیلس نا ہوں''

''اوکے اب میں بوتیک جارہا ہوں آج کافی کام ہے وہاں''

''اللہ حافظ''

منہالہ کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد ضمائر چلا گیا اور منہالہ خوشی خوشی بیگ سنبھالتی گھر میں داخل ہو گئی۔

New Era Magazine

****

تیرے عشق میں ایسا ڈوبے

کہ

خود کو بھی کھو دیا

#(از خود)

جب منہالہ گھر میں داخل ہوئی تو لاؤنج میں سامنے بیٹھے معیز صاحب کو دیکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے کہنے لگی

"ماموں! آپ کب آئے؟"

منہالہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے مخاطب ہوئے

"بس ابھی آیا ہوں۔آپ کی پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟""" بہت اچھی "منہالہ نے جھٹ سے جواب دیا۔"زرجان بھائی،انشا اور افراسیاب بھائی کیسے ہیں؟"منہالہ نے معیز صاحب کے بچوں کے متعلق دریافت کیا۔"سب ٹھیک ہیں"معیز صاحب نے جواب دیا اور سب گفتگو میں مصروف ہو گئے۔

New Era Magazine

منہالہ اور حبا بسا اوقات لڑتی ہی رہتیں تھیں۔لیکن اس لڑائی میں بے پناہ محبت ہوتی۔

مغیز صاحب کے جانے کے بعد منہالہ حبا کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔ "حبی کتنی موٹی ہو گئی تم" منہالہ نے جان بوجھ کر حبا کو تنگ کیا تھا جبکہ حبا کافی سمارٹ تھی۔لیکن منہالہ اس سے زیادہ دبلی پتلی تھی۔

"ہونہہ ٹھیک کہہ رہی ہو سوکھی ڈھانچی"

حبا نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"آپو کیا ہو گیا"

منہالہ نے حبا کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔منہالہ حبا کو کبھی حبا کہتی تو کبھی حبی جب دل کرتا آپی یا آپو کہتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک تو تم بھی نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حبا نے منہالہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

اور منہالہ نے زور سے حبا کو خود میں بھینچ لیا۔

اگلی صبح منہالہ کالج جاتے ہوئے کار کے ونڈو پین سے باہر دیکھ رہی تھی۔ضمائر ہمیشہ کی طرح احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا۔اتنی دیر میں ایک تن فن کرتی ہیوی بائیک ان کی کار

New Era Magazine

کو اوورٹیک کرتے ہوئے آگے گزر گئی۔اس نوجوان نے ہیلمٹ پہن رکھا تھی۔منہالہ نے اسے پیچھے سے دیکھا تو اسے ایک منٹ نہ لگا اسے پہچاننے میں کہ وہ کون ہے؟ منہالہ ہر چیز کو جلد OBSERVE کر لیتی تو اسے کیسے نہ پہچانتی!!!!!!!!!!!!!؟

منہالہ کالج کے گیٹ پر ضمائر کو اللہ حافظ کہتے ہوئے کالج میں داخل ہو گئی۔نہ چاہتے ہوئے بھی منہالہ اس لڑکے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئی۔منہالہ کو سوچوں میں گم دیکھ کر زرشا اس کے قریب آئی اور کہنے لگی "اہم اہم خیریت؟ کس کی یادوں میں گم ہو؟"

"آج کیمسٹری کا ٹیسٹ ہے نا تو وہی سوچ رہی تھی چلو جلدی کلاس میں۔پیریڈ شروع ہونے والا ہے"

آج پورا دن منہالہ روزانہ کے برعکس کافی چپ چپ تھی اور اس بات کو زرشا نے نوٹ کیا تھا۔چھٹی کے وقت منہالہ نے چپ چاپ اپنا بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف بڑھ

گئی اور خاموشی سے آ کر ضمائر کو سلام کرنے کے بعد گاڑی میں بیٹھ گئی۔ ضمائر نے بھی منہالہ کی خاموشی کو محسوس کیا تھا۔

"کیا بات ہے منہالہ اتنی چپ کیوں ہو"

"کچھ نہیں بھائی بس پڑھائی کا بر ڈن ہے"

منہالہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

جب عالیان گھر میں داخل ہوا تو صبا بیگم کو سامنے ہی کھڑا پایا۔ چونکہ عالیان صبح اپنی بائیک پر کالج گیا تھی نہ کہ ڈرائیور کے ساتھ۔ جس بات پر صبا بیگم کا غصہ ہوا کھا گیا۔ عالیان نے نظر بچا کر جانا چاہا لیکن صبا بیگم نے آواز دے دی "عالیان !" اور پھر صبا بیگم نے عالیان کی خوب کلاس لی۔

آج موسم نہایت خوشگوار تھا۔ منہالہ اپنی بکس لے کر حسب عادت چھت پر چلی گئی۔ منہالہ کو واک کرتے ہوئی سبق یاد کرنا اچھا لگتا تھا۔ ابھی منہالہ کیمسٹری کا لیسن یاد کر

New Era Magazine

رہی تھی جب اس کی نظر سامنے والے گھر کی چھت پر کرسی ڈال کر بیٹھے نوجوان پر پڑی۔ بلو شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس عالیان موبائل۔ استعمال کر رہا تھا۔ کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے عالیان نے نظر اٹھا کر دیکھا تو منہالہ کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اورنج اور پیلے فراک کے ساتھ اورنج حجاب منہالہ پر خوب جچ رہا تھا۔

دونوں بنا پلکیں جھپکائے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ نا جانے کتنے لمحات گزر گئے لیکن دونوں ایک دوسرے کو یک ٹک دیکھتے رہے۔ اتنے میں صبا بیگم نے عالیان کو آواز دی اور عالیان چلا گیا۔ منہالہ بھی دوبارہ پڑھائی میں مصروف ہو گئی۔

بر خلاف معمول آج منہالہ کا پڑھائی کیا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ منہالہ کو اس لڑکے کا چہرہ اور آنکھیں بار بار ستا رہی تھیں۔

اپنی سوچوں سے تنگ آ کر منہالہ نے سر جھٹکا اور لیپ ٹاپ آن کرنے لگی۔ سوفٹ میوزک کے ساتھ گیمز کھیلنا منہالہ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

New Era Magazine

منہالہ کو آن لائن لڈو کھیلنا بے حد اچھا لگتا۔ منہالہ ہمیشہ فیس بک پر ہی لڈو کھیلتی۔

ہر سوچ کو ذہن سے نکالتے ہوئے منہالہ میوزک کے ساتھ اپنی فیورٹ گیم کھیل رہی تھی۔

پورے کمرے میں اریجیت کی سریلی آواز میں مسحور کن گانا بج رہا تھا۔

KAISE BATAYEIN

KAISE JATAEIN

SUBAH TAK TUJH MEIN JEENA CHAAHEIN

BHEEGE LABOON KI GEELI HASI KO

PEENE KA MOSAM HAI PEENA CHAHEIN

یکدم منہالہ کے ذہن میں عالیان کا چہرہ ابھرا۔

EK BAAT KAHOON KIA IJAZAT HAI

TERE ISHAQ KI MUJH KO ADAT HAI

EK BAAT KAHOON KIA IJAZAT HAI

TERE ISHAQ KI MUJH KO

...............ADAT HAI

ADAT HAI

...OOOOOO

.........ADAT HAI

ADAT HAI

...OOOOOOOOO

...........ADAT HAI

EHSAAS TERE AUR MERE TO

EK DOOJE SE JURNE LAGE

EK TERI TALAB MUJHE AISI LAGI

MERE HOSH BHI URNE LAGE

New Era Magazine

منہالہ کو یاد آیا جب وہ اور عالیان ایک دوسرے کو یک ٹک دیکھ رہے تھے۔

MUJHE MILTA SUKOON TERI
BAAHOON MEIN
JANNAT JAISI EK RAHAT HAI
EK BAAT KAHOON KIA IJAZAT HAI
TERE ISHAQ KI MUJH KO ADAT HAI
EK BAAT KAHOON KIA IJAZAT HAI
TERE ISHAQ KI MUJH KO ADAT HAI
....
OOOOOOOOOO
..........ADAT HAI
ADAT HAI
OOOOOOOOOOOOO
...........ADAT HAI

New Era Magazine

KYOUN SAB SE JUDA
KYOUN SB SE ALAG
ANDAAZ TERE LAGTE

عالیان کا پلکیں اٹھانے کا دل موہ لینے والا انداز منہالہ کو یاد آیا۔

BE-SAKHTA HUM SAYE SE TERE
HAR SHAM LIPATTE HEIN

وہ چاہ کر بھی عالیان کے خیالات سے باہر نہیں آ پا رہی تھی۔

HAR WAQT MERA QURBAT MEIN TERI
JAB GUZRE TO IBAADAT HAI
IK BAAT KAHOON KIA IJAZAT HAI
TERE ISHQ KI MUJH KO ADAT HAI

New Era Magazine

EK BAAT KAHOON KIA IJAZAT HAI

TERE ISHAQ KI MUJH KO ADAT HAI

....

OOOOOOOOOO

..........ADAT HAI

ADAT HAI

OOOOOOOOOOOOO

...........ADAT HAI

عالیان کی سوچ میں بار بار ایک ہی نام اور ایک ہی چہرہ آرہا تھا۔عالیان منہالہ کا نام جانتا تھا۔جب ضمائر نے منہالہ کو آواز دی تھی تب عالیان نے سن لیا تھا۔عالیان کھانا کھاتے ہوئے بھی انہی سوچوں میں گم تھا جب روحان نے اسے مخاطب کیا

New Era Magazine

"عالی بھائی کیا ہوا ہے؟"

"کچھ نہیں"

عالیان نے مختصر جواب دیا اور اپنا فون پکڑ کر لائبریری کی طرف چل دیا۔

منہالہ اب فارغ ہو چکی تھی۔اس کے آگے امرود پڑے تھے جبکہ وہ خود بلبلانے میں مصروف تھی۔

اسی اثناء میں حبا صاحبہ کمرے میں تشریف لے آئیں۔اور اسے کراتا ہوا دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ امرود کے بیج اس کے دانتوں میں بری طرح چبھ گئے تھے۔کیونکہ امرود ابھی کچا تھا منہالہ نے روندھی شکل بنا کر کہا۔

حبا جو کافی دیر سے اپنی ہنسی ضبط کیئے ہوئے تھی اب اس کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

منہالہ کے غصیلے تاثرات کچھ غلط ہونے کا پتہ دے رہے تھے،

جیسے ہی حبا نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا وہ باہر کی طرف بھاگ گئی اور منہالہ بیچاری دانت کچکچاتی رہ گئی۔

New Era Magazine

اگلے دن جب منہالہ کالج جانے کے لیئے گھر سے باہر آئی تو آج بھی سامنے عالیان کو پایا لیکن منہالہ نے اسے ایک نظر دیکھ کر نظریں جھکا لیں کیونکہ ضمائر منہالہ کی طرف ہی متوجہ تھا۔عالیان کو دیکھ کر منہالہ کو عجیب سا سکون محسوس ہوا۔

منہالہ ضمائر کے ساتھ کالج جا چکی تھی۔

منہالہ کے جانے کے بعد عالیان کے ہونٹوں کی تراش میں ایک گہری اور دلفریب مسکراہٹ ابھری۔اور وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

آج منہالہ معمول سے بھی زیادہ چہک رہی تھی۔برخلاف معمول آج وہ بات بے بات آپ ہی آپ مسکرا رہی تھی۔منہالہ کو ایک عجیب سی خوشی اور سکون نے آگھیرا تھا۔

New Era Magazine

منہالہ نے حبا کے لیئے بڑے پیار سے پکوڑے بنائے اور کمرے میں چلی گئی۔

وہ حبا کے پاس بیٹھ گئی اور اسے پکوڑے آفر کیئیے۔ حبا نے اپنی پیاری سی بہن کو محبت پاش نظروں سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے ایک پکوڑا اٹھالیا۔

کیونکہ وہ انجام سے بے خبر تھی۔

لیکن جونہی حبا نے چبانا شروع کیا اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اسے پوری دنیا کی کڑواہٹ اپنی زبان پر محسوس ہو رہی تھی۔

کیونکہ سبز مرچ کا ایک بڑا سا ٹکڑا اس کے دانتوں تلے آچکا تھا۔

حبا بیچاری تڑپ رہی تھی اور منہالہ اس کی حالت سے محظوظ ہو رہی تھی۔

"یہ کل والی بات کا بدلہ تھا

یہ کہتے ہوئے منہالہ پانی لینے چلی گئی۔

دن گزرتے گئے-منہالہ کے منتھلی ٹیسٹ ہو رہے تھے اور وہ دل و جان سے پریپیریشن میں مگن تھی-عالیان بھی سٹڈیز میں مصروف ہو گیا-

اس دوران منہالہ اور عالیان کا سامنا نہیں ہو سکا-

ٹیسٹ ختم ہونے پر بہت دنوں بعد آج منہالہ کافی پر سکون نظر آرہی تھی-کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے ریلنگ پر جھکے وہ خوشگوار موسم سے لطف اندوز ہو رہی تھی-اسی دوران عالیان کال اٹینڈ کرتے ہوئے بالکونی میں آگیا-

بات کرتے ہوئے اس کی نظر اٹھی اور پھر جھکنا بھول گئی-

محبت کے رنگ اوڑھ کر ہی تو خوشنما ہوں
تم ہی تو ہو مجھ میں میں کہاں ہوں

عالیان کی نظر اٹھی اور پھر جھکنا بھول گئیں-اسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ فون پر کوئی اس سے مخاطب ہے-وہ تو اپنے سامنے موجود قدرت کے حسین شاہکار کو دیکھ رہا تھا-طویل انتظار کے بعد مقابل کال ڈسکنیکٹ کر چکا تھا۔خوشگوار موسم کے دلفریب نظاروں میں کھوئے ہوئے وہ لڑکی سیدھا عالیان کے دل میں اتر رہی تھی۔بلیک اور گولڈن کمبینیشن کرتے کے ساتھ بلیک ٹراؤزر اور ڈوپٹہ اوڑھے معصومیت سے پر چہری کے ساتھ وہ ایک پری معلوم ہو رہی تھی۔ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے نرم بالوں کے لچھوں کو چھیڑ رہے تھے۔زندگی سے بھرپور شہد رنگ آنکھیں دور کسی شے پر مرکوز تھیں۔ارد گرد سے بے خبر وہ خوشگوار موسم کے نظاروں میں گم تھی۔اپنے وجود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے منہالہ نے پلکیں اٹھائیں۔بلیک جینز اور براؤن شرٹ میں عالیان کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔

ہر چیز سے بیگانہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ایک دلکش مسکراہٹ نے عالیان کے انابی ہونٹوں کا احاطہ کیا۔منہالہ کے چہرے پر بھی دلفریب مسکراہٹ پھیل گئی۔نجانے کتنے ہی لمحے سرک گئے۔اور وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے رہے۔سکوت کے لمحے شاید نہ ٹوٹتے لیکن صبا بیگم نے عالیان کو

آواز دی جو منہالہ تک بھی رسائی پا چکی تھی۔ منہالہ جاتے ہوئے عالیان کی پشت کو دیکھتے ہوئے زیر لب بڑبڑائی "عالیان "اور وہ بھی چلی گئی۔

ان دونوں کا اکثر آمنا سامنا ہو جاتا۔ وہ نجانے کتنی ہی دیر ہوا کے صفحوں پر مکالمے لکھتے۔ کتنی ہی دیر خاموشی باتیں کرتی۔ خاموشی کی بھی اپنی ہی زبان ہوتی ہے۔ جو باتیں انسان کبھی نہیں کہہ پاتا وہ خاموشی کہہ جاتی ہے۔

بولے بنا آنکھیں دل کا حال کہہ جاتیں۔ کیونکہ آنکھیں دل کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔

ان دونوں کو اپنے جذبات بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی کیونکہ یہ کام ان کی آنکھیں کر جاتی تھیں

ایسے ہواؤں پر خاموش مکالموں کا تبادلہ ہوتا رہا اور وقت تیزی سے پر لگائے گزرتا گیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی محبت عشق میں تبدیل ہو چکی تھی۔اور عشق جب کسی وجود میں سرائیت کر جاتا ہے تو عشق اپنی جڑیں اتنی گہری کر لیتا ہے کہ اس عشق کو ختم کرنے کے لئے اس وجود کو ختم کرنا پڑتا ہے۔ لیکن عشق پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔ کیونکہ عشق تو روح تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ عشق میں تو روح،روح سے منسلک ہو جاتی ہے۔

تو پھر موت کیسے روح کو علیحدہ کر سکتی ہے۔

منہالہ اور عالیان کا رزلٹ آ چکا تھا۔

دونوں اللہ کے فضل و کرم سے امتیازی نمبرز کے ساتھ پاس ہوئے تھے۔

منہالہ اپنی میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے اپنی خالہ کے اصرار پر ان کے پاس چلی گئی تھی جو خود گائناکالوجسٹ تھیں اور اوران کی بیٹی ہارٹ سپیشلسٹ تھی۔

وہ لندن میں رہتی تھیں۔

عالیان نے بھی اپنی تعلیم جاری رکھی۔

ان دونوں کے درمیان طویل فاصلے حائل ہو چکے تھے۔ان فاصلوں کو ختم کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔

ایک دوسرے سے بے پناہ عشق کرنے کے باوجود انہوں نے کبھی ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھی کیونکہ وہ اپنی حدود کو جانتے تھے۔

تنہا یہ وجود ہ

تڑپ رہا ہے تیرے بن

سلگ رہا ہے تیرے بن

تیرے بن

(از خود)

New Era Magazine

حالات جیسے بھی ہوں وقت تو گزر ہی جاتا ہے۔وقت کا کام گزرنا ہے۔

وقت کسی کے لئیے نہیں رکتا۔وقت بہت ظالم ہے۔کسی پر ترس نہیں کھاتا۔ گزرتے وقت کے ساتھ کچھ لوگ بظاہر بدل جاتے ہیں لیکن ان کے احساس و جذبات !!!!!!وہ کبھی نہیں بدلتے۔کون جانے بظاہر مضبوط اور سنجیدہ نظر آنے والا انسان اندر سے کس قدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟

کس قدر بکھرا ہوا ہے۔؟؟؟؟؟؟

کوئی نہیں جانتا۔کوئی بھی نہیں جانتا سوائے اللہ کی پاک ذات کے یا پھر اس انسان کے جس پر گزرتی ہے۔

وقت بہت سے لوگوں کو بدل دیتا ہے۔۔۔

وقت۔۔۔۔خیر چھوڑیں اس وقت تو ہم پوائنٹ پر آتے ہیں۔۔

اوں ہوں فوڈ پوائنٹ پر نہیں سٹوری کے پوائنٹ پر۔۔

New Era Magazine

پانچ سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔اس کی زندگی کا اہم مقصد مکمل ہو چکا تھا۔وہ ڈاکٹر بن چکی تھی۔اس کی بچپن کی خواہش پوری ہو چکی تھی جس کے لیئے اسے جان توڑ محنت بھی کرنی پڑی تھی۔

لیکن وہ ابھی بھی نامکمل تھی۔

عالیان ہر پل ہر،ہر وقت،ہر لمحے اس کے خیالات کی زینت بنا رہتا۔

خود کو مطمئن کرنے کے لیئے اس نے خود کو بے جا مصروف کر لیا تھا

عالیان احمد خان بزنس کی دنیا کا ایک مشہور و معروف نام بن چکا تھا۔

بڑی بڑی کمپنیز

"A.K INDUSTRIES"

کے ساتھ کام کرنے کی خواہش رکھتی تھیں۔

کم وقت میں کامیابی کے مینار تک پہنچنا آسان نہیں ہوتا۔

نہ ہی ہر ایک کے نصیب میں ہوتا ہے۔

New Era Magazine

اور عالیان ان چند خوش نصیبوں میں سے ایک تھا۔

عالیان خود کو کام میں اس قدر غرق کر چکا تھا کے اسے خود اپنا ہوش نہیں تھا۔

لیکن ایک احساس نے اس کا ساتھ کبھی نا چھوڑا تھا۔

بیٹھے تھے اپنی موج میں، اچانک سے رو پڑے

یوں آ کے تیری یاد نے۔۔!!! اچھا نہیں کیا

دیار غیر میں رہتے ہوئے منہالہ اکتا گئی تھی۔اسے پاکستان آئے ہوئے دو دن گزر گئے تھے۔ ضمائر نے اپنے بوتیک کے قریب ہی گھر لے لیا تھا اور اب وہ وہاں شفٹ ہو گئے تھے۔

حبا کی شادی اس کے ماموں کے بیٹے زرجان سے ہو گئی تھی۔

ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا

رقص دیکھا ہے کبھی شاخ سے گرتے ہوئے پتوں کا۔۔؟؟

یوں جھوم کے گرتے ہیں تیری یاد میں آنسوں

New Era Magazine

"اس فائل کے پرنٹس نکال کر مسٹر عالیان کے آفس میں بھجوا دیں"

عاصم صاحب نے سائقہ کو فائل دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے پاپا"

کہتے ہوئے سائقہ فائل لے کر چلی گئی۔

عاصم صاحب عالیان کے بزنس پارٹنر تھے۔سائقہ ان کی بیٹی تھی جو خود کو مصروف رکھنے اور اپنے بابا کے قریب رہنے کے لئیے اسی آفس میں کام کرتی تھی۔

سائقہ کی ماما کی وفات ہو چکی تھی جب وہ دو سال کی تھی۔عاصم صاحب نے اسے باپ کی طرح شفقت بھی دی اور ماں کی طرح توجہ بھی۔

دونوں باپ بیٹی ہی ایک دوسرے کی کل کائنات تھے۔

سائقہ ایک خوش مزاج اور صاف دل کی لڑکی تھی۔ لیکن اس کا مغربی حلیہ اور لبرل ہونا اس کے لئیے اکثر تنقید کی وجہ بنتا۔

کالی آنکھیں، کشادہ پیشانی، مضبوط جسم، ہلکی سانولی رنگت اور چھے فٹ قد کا وہ شاندار نوجوان کافی دیر سے جوگنگ کر رہا کر رہا تھا۔ ہاف سلیوٹی شرٹ سے کسرتی بازو جھانک رہے تھے۔ بہت سے لوگوں کی نظریں اس پر مرکوز تھیں لیکن وہ دنیا و جہاں سے بے نیاز اپنی سرگرمی جاری رکھے ہوئے تھا۔

ایک گھنٹہ جوگنگ کرنے کے بعد افراسیاب ایک سیٹ پر براجمان ہوا اور انرجی ڈرنک پینے لگا۔

جانے کب کیا ہو گیا

New Era Magazine

جو ہم

تیری محبت سے تیرے عشق میں مبتلا ہو گئے

(از خود)

"پریزینٹیشن ریڈی ہے۔اور کچھ ؟"

افراسیاب نے مسکراتے ہوئے یو ایس بی سائقہ کی طرف بڑھائی۔

"نہیں، تھینکس "

سائقہ نے جواباً مسکرا کر افراسیاب سے یو ایس بی لے لی۔

"یو آر ویلکم "

کہتے ہوئے افراسیاب دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

New Era Magazine

افراسیاب کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا۔ لیکن سائقہ کو وہ ہمیشہ اچھے سے ٹریٹ کرتا۔ جو سب کو لیگز کو شک میں مبتلا کرنے کے لئیے کافی تھا۔

یہی تو ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ بنا سچائی جانے لوگ قیاس آرائیاں کرنے لگتے ہیں۔ وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ ہر منظر کا ایک پسِ منظر ہوتا ہے۔

افراسیاب کو سائقہ کے چہرے پر رقم وہ اذیت نظر آتی جو کوئی نہیں دیکھ پاتا تھا۔ اس کے والد کے علاوہ اور کوئی ی رشتہ نا تھا۔ لوگوں کو دیکھ اس کی آنکھوں میں حسرت ہلکورے لیتی تھی۔

دراصل جو لوگ اندر سے ویران اور تنہا ہو جاتے ہیں وہ اپنے غم اور دکھ کو چھپانے کے لئیے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجا لیتے ہیں تاکہ کسی کو ان کے دکھ کا پتا نہ ملے، انہیں اپنی اداسی کی وجہ نہ بتانی پڑے۔ کچھ لوگ اس ل ئی یے زیادہ ہنستے ہیں کہ کہیں رو نا دیں۔ خود اداس ہونے کے باوجود وہ لوگوں کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود خوش نہیں ہو سکتے لیکن دوسروں کو خوش دیکھ کر انہیں راحت ملتی ہے۔ جن لوگوں کو مناسب توجہ نہیں ملتی، وہ لوگ ایسے ہو جاتے ہیں۔ زندگی میں موجود محرومیاں انسان کو اس دہانے تک لی آتی ہیں۔

اگرچہ سائقہ کو عاصم صاحب نے بھرپور توجہ دی تھی لیکن ماں کی کمی کو کون پورا کر سکتا ہے۔۔۔؟

چاہے کچھ بھی کرلیا جائے لیکن ماں کی کمی کبھی پوری نہیں ہوتی۔

یہ ایک ایسی انمول نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔

افراسیاب اس کی اذیت کو کم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تا کہ وہ اکیلا پن محسوس نہ کرے۔وہ واحد انسان تھی جس سے افراسیاب اچھے سے بات کرتا تھا۔

ورنہ کسی لڑکی کے ساتھ کیا لڑکے کے ساتھ بھی ٹھیک سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتا۔

"!!!Minhala you have to Join"

سائقہ نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"BUT I CAN'T"

"وائی"

"اففففف۔اوکے آئی ول"

منہالہ نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

"وئیٹنگ فار یو۔اوکے گڈ بائی۔اللہ خافظ۔"

کہتے ہوئے سائقہ نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

منہالہ کا بالکل موڈ نہیں تھا لیکن سائی قہ کی بات وہ ٹال نہیں سکتی تھی لہذا پارٹی کی تھیم کے مطابق تیاری کرنے لگی۔

"بٹ وائی افراسیاب؟وائی یو ڈونٹ وانٹ ٹو جائن دی پارٹی؟"

"بی کاز آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ ان دس کائنڈ آف سیلیبریشن"

"بٹ۔۔۔"

سائقہ کی بات کو کاٹتے ہوئے افراسیاب بولا

"پلیز ڈونٹ انسسٹ می"

"ایز پر یور اون وش۔ٹیک کئیر"

عالیان اپنے کمرے میں بیٹھا نجانے کن سوچوں میں غوطہ زن تھا۔

پارٹی کا خیال آتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

New Era Magazine

پارٹی تھیم کے مطابق عالیان نے بلیک پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ ڈریس شرٹ کا انتخاب کیا اور باتھ روم میں گھس گیا۔

منہالہ نے تھیم کے مطابق بلیک ایوننگ گاؤن کا انتخاب کیا۔ڈائمنڈ نیکلس کو اپنی صراحی دار گردن کی زینت بنائے، کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس پہنے، نازک کلائی میں ڈائمنڈ بریسلٹ اور ڈائمنڈ رنگ پہنے وہ خود بھی کسی ہیرے کی مانند ہی چمک رہی تھی۔ لائٹ میک اپ اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہا تھا۔ماسک پہن کر اور بلیک ہیل والے سینڈل پہنے اب منہالہ بالکل تیار تھی۔منہالہ نے اپنا بیگ اور گاڑی کی چابی اٹھائی اور چل دی۔

پارٹی شروع ہو چکی تھی۔ہر طرف گہما گہمی تھی۔لائٹ براؤن ماربل سے بنے ہال کی دیواروں سے رنگ برنگی روشنی ٹکرا کر خوبصورت سما پیش کر رہی تھی۔

New Era Magazine

بائیں جانب ڈرنک کاؤنٹر تھا۔ سیلنگ پر لگے گولڈن شینڈلیئر ہال کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔

انٹرنس پر ڈارک بلیو، بلیک اور وائٹ ڈیکوریشن کی گئی تھی۔ سب لائٹ میوزک سے محظوظ ہو رہے تھے۔ ہاتھوں میں ڈرنکس تھامے سب پارٹی کو انجوائے کر رہے تھے۔

اسی دوران ہال کے سامنے ایک بی ایم ڈبلیو آکر رکی جس میں سے ایک شاندار نوجوان برآمد ہوا۔

بھوری چمکدار آنکھیں، سیاہ بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کیا گیا تھا، ہلکی سی سٹبل بڑھی ہوئی، عنابی ہونٹ، کشادہ پیشانی اور 6 فٹ قد کا نوجوان سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ بائیں ہاتھ میں پہنی قیمتی گھڑی چمک رہی تھی۔ بلیک سوٹ اور بلیک شوز میں ملبوس عالیان کسی سلطنت کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔ شان بے نیازی سے قدم اٹھاتا وہ ہال میں داخل ہوا۔ عالیان نے ماسک پہن رکھا تھا۔ سائقہ سے ملنے کے بعد عالیان بے زاری سے ارد گرد نظر دوڑانے لگا

فقط ایک کا ہونے میں ہی حسن بندگی ہے غالب

جو روز قبلہ بدلتے ہیں، وہ بے دین ہوتے ہیں

گاڑی پارک کر کے منہالہ اپنے مخصوص دھیمے انداز میں چلتی ہوئی ہال میں داخل ہوئی۔ منہالہ سیدھا صائقہ کے پاس آئی۔اور اس سے باتوں میں مشغول ہو گئی۔
منہالہ نے ہاف ماسک پہنا ہوا تھا جس میں سے اس کے ہونٹوں پر لگی سرخ لپ سٹک صاف نظر آرہی تھی۔ شہد رنگ آنکھیں ماسک میں سے جھانک رہی تھیں۔
عالیان کی نظر خود بخود اس طرف اٹھ گئی جہاں منہالہ کھڑی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔عالیان کے قدم اس طرف اٹھ گئے۔عالیان کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔ان دونوں کے درمیان چند ہی قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا جب پورے ہال کی لائٹس بند ہو گئیں۔عالیان جہاں تھا وہیں رک گیا۔
صائقہ نے گیم ارینج کیا تھا۔صائقہ نے سب لڑکیوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا اور لڑکوں کو ان کے مقابل ایک قطار میں کھڑا کر دیا۔

ان کا ٹاسک اپنے مقابل کے ساتھ ڈانس کرنا تھا۔

پورے ہال میں مدھم روشنی تھی بمشکل ایک دوسرے کر دیکھا جا سکتا تھا۔

سب اپنا ڈانس پارٹنر سلیکٹ کر چکے تھے۔

قسمت نے منہالہ اور عالیان کو ملانے کی سازش کی تھی۔دونوں ایک ساتھ رقص کر رہے تھے۔

عالیان کو تو پہلے ہی اپنے مقابل لڑکی پر منہالہ کا شک گزرا تھا جواب شدت اختیار کر چکا تھا۔

منہالہ کو اپنے مقابل شخص میں شناسائی کی رمق مل رہی تھی۔

دونوں کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔

ہال میں ڈسکو لائٹس آن تھیں۔

ہال میں رومینٹک سانگ گونج رہا تھا جس سے ماحول مزید خوابناک معلوم ہو رہا تھا۔

HAM TERE BIN AB REH NAHI SAKTE

TERE BINA KIA WAJOOD MERA

New Era Magazine

HAM TERE BIN AB REH NAHI SAKTE

TERE BINA KIA WAJOOD MERA

منہالہ اور عالیان کا یہی حال تو تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نامکمل تھے۔ مجبوری کے تحت تو جینا پڑ رہا تھا۔

TUJH SE JUDA AGAR HO JAEIN GE

TO

KHUD SE HI HO JAEIN GE JUDA

ایک دوسرے کے بغیر دونوں سانس لینے والے سٹیچو تھے۔

ہر پل وہ بن پانی کی مچھلی کی مثال بنے رہتے تھے۔

وہ زندہ تو تھے لیکن جی نہیں رہے تھے۔

KYOUN KI TUM HI HO AB TUM HI HO

ZINDAGI AB TUM HI

CHAIN BHI

MERA DARD BHI

MERI AASHIQUI AB TUM HI HO

New Era Magazine

وہ ایک دوسرے کی عادت بن چکے تھے۔ایک دوسرے کے بنا جینا بالکل بے معنی تھا۔

TERA MERA RISHTA HAI KAISA

IK PAL DOR GAWARA NHI

بظاہر تو ان کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔دراصل ان کا روح کا رشتہ تھا۔اور جب روحیں آپس میں جڑ جائیں تو کوئی طاقت انہیں علیحدہ نہیں کر سکتی سوائے اس پاک ذات کے۔

TERE LIYE HAR ROZ HEIN JEETE

TUJH KO DIYA MERA WAQT SABHI

KOI LAMHA MERA NA HO TERE BINA

HAR SAANS PE NAAM TERA

بے شک ایک طویل عرصہ وہ ایک دوسرے سے دور تھے لیکن ایک دوسرے کا تخیل ہمیشہ ان کے پاس تھا۔ہر سانس کے ساتھ اپنے محبوب کا خیال ہو تو کیا ہی بات ہے!

KYOUN KI TUM HI HO AB TUM HI HO

ZINDAGI AB TUM HI

CHAIN BHI

MERA DARD BHI

MERI AASHIQUI AB TUM HI HO

TERE LIYE HI JIYA MEIN

KHUD KO JO YUN DE DIYA HAI

TERI WAFA NE MUJH KO SANBHALA

SAARE GHAMOON KO DIL SE NIKALA

وہ اس آس پر ہی زندہ تھے کہ شاید کبھی تو آمنہ سامنا ہو جائیگا۔ کبھی تو وہ ملیں گے۔

TERE SATH MERA HAI NASEEB JURA

TUJHE PAA KE ADHOORA NA RAHA

KYOUN KI TUM HI HO AB TUM HI HO

ZINDAGI AB TUM HI

CHAIN BHI

MERA DARD BHI

MERI AASHIQUI AB TUM HI HO

KYOUN KI TUM HI HO AB TUM HI HO

ZINDAGI AB TUM HI

New Era Magazine

CHAIN BHI

MERA DARD BHI

MERI AASHIQUI AB TUM HI HO

وہ پرانی یادوں میں غوطہ زن تھے۔ گانا مکمل ہو چکا تھا اور سب کا ڈانس بھی۔ لیکن وہ دونوں کسی اور ہی دنیا میں تھے۔ سب کے تالیاں بجانے سے وہ فوراً الگ ہوئے۔ ساتھ ہی ہال کی لائٹس آن ہو گئیں۔ سب کو ماسک اتارنے کی اجازت مل گئی اور اجازت ملتے ہی سب نے ماسک اتار دیا۔ عالیان تو منہالہ کو دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ دشمن جاں ساری دنیا سے بیگانہ جانے کس سوچ میں غرق تھی۔ کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے منہالہ نے سامنے دیکھا تو از خود حیران رہ گئی۔

دونوں ایک دوسرے کو بنا پلکیں جھپکائے یک ٹک دیکھ رہے تھے۔ منہالہ اس قدر مبہوط سی اسے دیکھ رہی تھی کہ کانچ کا گلاس اس کے ہاتھ سے گر کر زمیں بوس ہو گیا۔ سب منہالہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ صائقہ نے اسے ریلیکس ہونے کا کا لیکن منہالہ اجازت طلب کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

اس کی آنکھیں نیلے پانیوں سے بھر گئی تھیں۔

منہالہ نے جلدی سے اپنی گاڑی پارکنگ سے نکالی اور ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر کی راہ لی۔

گھر پہنچ کر منہالہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور کمرہ لاک کر لیا۔جب رو کر دل ہلکا ہو گیا تو وہ اپنا نائٹ سوٹ پکڑ کے فریش ہونے چلی گئی۔

عالیان بھی فوراوہاں سے چلا آیا۔گھر آ کو عالیان خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چینج کرنے کے بعد عالیان بیڈ پر لیٹا کافی دیر منہالہ کے بارے میں سوچتا رہا اور نجانے کب نیند کی آغوش میں پہنچ گیا

منہالہ اپنے بیڈ پر لیٹے چھت کو گھور رہی تھی۔عالیان کی یادوں میں غوطہ زن وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

منہالہ کو کسی پل چین نہیں آرہا تھا۔کل سے عالیان ہی اس کی سوچوں کا محور بنا ہوا تھا۔ اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹک کر منہالہ تیار ہونے چلی گئی۔

منہالہ ایک گورنمنٹ ہوسپٹل میں جاب کر رہی تھی۔بے دلی سے تیار ہو کے ہوسپٹل کے لیئے نکل گئی۔

گاڑی روڈ پر سے گزر رہی تھی اور منہالہ ابھی تک سوچوں کے زیراسر تھی۔ایک دم اس کی گاڑی کے آگے ایک بچہ آگیا۔منہالہ نے جلدی سے ٹرن لیا۔

وہ بچہ تو بچ گیا لیکن منہالہ کی گاڑی سڑک کی ایک طرف موجود درخت سے بری طرح ٹکرا گئی۔کافی زوردار تصادم کی وجہ سے گاڑی کا بونٹ کچلا جا چکا تھا۔گاڑی کا دروازہ وا ہو چکا تھا۔

منہالہ کا سر شدت سے سٹیر نگ سے ٹکرایا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر بہت سے لوگ جمع ہو گئے لیکن مدد کے لیئے کوئی نہیں بڑھا۔ چونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر وہ ایسے متاثرہ افراد کی مدد کریں گے تو خود مشکلات کی زد میں آجائیں گے !!!۔

عالیان آفس کے لیئے تیار ہو کر چل پڑا کیونکہ گھر میں نوکروں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ ارادہ تو اس کا گھر پر رہنے کا تھا لیکن روحان گھر پر نہیں تھا تو اسے بور نہیں ہونا تھا۔

New Era Magazine

سب عالیان کی پھوپھو کی طرف گئے تھے لیکن عالیان نے جانے سے انکار کر دیا تھا۔

خیر اب تو اس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا۔۔

عالیان نے گہری سانس ہوا کس سپرد کرتے ہوئے گاڑی کی چابی، موبائیل اور والٹ اٹھایا اور پورچ کی طرف چل دیا۔

گاڑی روڈ پر رواں دواں تھی جب عالیان کی نظر سڑک کنارے موجود ہجوم کی طرف اٹھی۔ وہاں پر شاید کوئی ایکسیڈنٹ ہوا ہو گا، اس سوچ کے زیر تحت عالیان نے گاڑی روکی اور تیزی سے ہجوم کی طرف بڑھا۔ سب لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے کوئی بھی آگے بڑھ کر مدد کی زحمت گوارہ نا کر رہا تھا۔ عالیان کو لوگوں کے اس رد عمل پر شدید غصہ آیا لیکن ابھی متاثرہ انسان کی مدد کرنا زیادہ ضروری تھا۔ ایکسیڈنٹ کا شکار ہونے والی کوئی لڑکی تھی۔

عالیان نے قریب جا کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ وہ کوئی اور نہیں منہالہ تھی۔ اس کے سر پر گہری چوٹ آئی تھی۔ اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔

"منہالہ"

عالیان بے ساختہ چیخا۔عالیان نے اس کا موبائیل جیب میں ڈالا تاکہ اس کے گھر والوں سے رابطہ کر سکے۔اور منہالہ کو بازوؤں میں اٹھا کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔منہالہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر عالیان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور تیزی سے کار کا رخ ہوسپٹل کی جانب موڑ دیا۔

منہالہ کو ڈریسنگ کے لئیے لے جایا جا چکا تھا۔عالیان نے منہالہ کا موبائیل نکالا اور ضمائر کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔۔۔

کچھ دیر تک منہالہ کے گھر والے آ گئے تھے۔منہالہ کو ہوش آ چکا تھا۔چوٹ زیادہ گہری نہ تھی ضمائر اور دستگیر صاحب منہالہ کے پاس کھڑے تھے۔عالیان کو وہاں رکنا مناسب نہ لگا۔عالیان نے ایک نظر منہالہ پر ڈالی اور بے دلی سے مردہ قدم اٹھاتے ہوسپٹل سے نکل گیا۔

ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد ضمائر منہالہ کو گھر لے گیا۔انجیکشنز اور دوائیوں کے زیر اثر منہالہ گھر آتے ہی اپنے کمرے میں جا کر سو گئی۔

عالیان آفس میں بے دلی سے فائلز کو دیکھ رہا تھا۔یکدم اسے یاد آیا کہ منہالہ کا موبائیل تو اس کے پاس ہی رہ گیا۔ایک شرارت بھری مسکراہٹ عالیان کے ہونٹوں کا محاصرہ کر گئی۔

دو دن گزرنے کے بعد منہالہ خود کو کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔دو دن نقاہت کے باعث منہالہ کو گردونواح کی ہوش تک نہ تھی۔اب صبح سے وہ اپنا سیل ڈھونڈ رہی تھی۔ضمائر سے پوچھنے پر بھی اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔کچھ سوچتے ہوئے منہالہ نے گھر کے فون سے اپنا نمبر ڈائل کیا۔دو بیل کے بعد کال ریسیو کر لی گئی تھی۔منہالہ کی سمجھ میں نہ آرہا تھ کہ اب کیا بولے۔

اسی لمحے گھمبیر مردانہ آواز فون کے سپیکر پر گونجی

"السلام علیکم"

اک عمر ہو گئی لیکن بچپنا نہیں گیا

ہم آج بھی دیئے جلاتے ہیں تیری آہٹ پر

مقابل کی گھمبیر مردانہ آواز نے منہالہ کی سماعت تک رسائی کی۔

"وعلیکم السلام"

منہالہ کے جواب کے بعد خاموشی چھا گئی۔کچھ دیر بعد منہالہ کی آواز فون پر ابھری۔

"آپ کے پاس جو موبائیل ہے وہ میرا ہے۔جو مجھے جلد از جلد چاہئیے"

منہالہ کے بے لچک لہجے سے عالیان خاصا امپریس ہوا۔اس کی جگہ کوئی اور ہوتی تو پزل ہو جاتی لیکن وہ منہالہ تھی اپنے نام کی ایک ہی !!۔

"لیکن موبائیل لینے کے لئیے تو آپ کو ہم سے مل کر ہمیں تھینکس بولنا ہوگا"

پہلے تو منہالہ نے انکار کر دیا لیکن پھر کچھ دیر بحث کے بعد منہالہ مان گئی۔منہالہ کو ایک کیفے کی لوکیشن سینڈ کرنے کے عالیان اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔اب بسے کل کا شدت سے انتظار تھا۔

کال ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی۔منہالہ کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔اسے وہ آواز اپنی اپنی سی لگی تھی۔لیکن اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کون ہے !۔

عالیان کافی دیر سے کیفے میں بیٹھا اپنے سیل پر گیم کھیل رہا تھا۔ منہالہ کو بتائے ہوئے وقت سے پہلے جناب وہاں موجود تھے۔ جلدی جو تھی اس سے ملنے کی۔ گرے پینٹ کے ساتھ نیوی بلیو شرٹ مین وہ مردانہ وجاہت کا ثبوت بنا بیٹھا تھا۔ آدھے انچ تک بڑھی ہوئی سٹبل اور اس کا بے نیاز انداز اس کی گریس میں اضافہ کر رہا تھا۔

منہالہ کیفے میں داخل ہوئی۔ بلیو بلیک کمبینیشن کرتے کے ساتھ بلیک کیپری ٹراؤزر اور بلیو بلیک حجاب میں منہالہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ میک اپ سے پاک چہرہ دمک رہا تھا۔ عالیان نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھا۔ منہالہ اطمینان سے قدم اٹھاتی آ کر ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ لیکن جب اس نے نظریں اٹھائیں تو سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔ کیونکہ وہ کوئی اور نہیں عالیان تھا۔ وہ دشمن جاں اپنے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے منہالہ کے خوبصورت چہرے کو اپنی نظروں میں اتار رہا تھا۔ جیسے اس کے ہر ایک نقش کو حفظ کرنے کا ارادہ ہو۔ عالیان نے اپنی نگاہیں براہ راست منہالہ کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ لیکن ویٹر کے آنے سے ان کا ارتکاز ٹوٹ گیا۔ عالیان نے کافی آرڈر کی اور منہالہ کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی تک شوکڈ تھی۔

عالیان نے خاموشی سے سیل منہالہ کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے عالیان سے موبائیل لے لیا۔ اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

"تو آپ مجھے ہوسپٹل لے کر گئے تھے"

منہالہ نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے اپنے لہجے کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

منہالہ آج پہلی بار عالیان سے براہ راست بات کر رہی تھی۔عالیان کو یوں محسوس ہوا گویا کوئی اس کے کانوں میں رس گھل رہا ہے۔منہالہ عالیان کے جواب کی منتظر تھی جبکہ وہ تو منہالہ کے سحر سے ہی نکل نہیں پا رہا تھا۔

"جی بالکل"

مختصر جواب دے کر عالیان نے منہالہ سے نظریں ہٹالیں۔اتنی دیر میں کافی بھی آچکی تھی۔

"تھینکس آلوٹ عالیان!!!۔"

منہالہ نے تکلفانہ کلمات ادا کرنا اپنا فرض سمجھا

"اوہ پلیز!!!۔ڈیئر از نو نیڈ آف سچ فار میلٹیز ناؤ آئی وانٹ ٹو ڈسکس آؤر پرسنلز۔یو نو وٹ از آئی ایم ٹاکنگ اباؤٹ؟؟"

منہالہ نے ناسمجھی سے سر ہلایا۔

آ وانٹ ٹو سٹارٹ آ نیو لائف بائی آ لیگل ریلیشنشپ"

منہالہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔اس کی مسکراہٹ ہی اس کا جواب تھی۔

New Era Magazine

"آنز فارمی"

عالیان بھی منہالہ کی طرف دیکھ کے مسکرانے لگا اور سر کو ہلکا سا خم دیا۔اچانک منہالہ کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔ایسے کام نہیں بنے گا جناب اپنے پیرنٹس کو میرے گھر بھیجیئے۔

اپنی بات مکمل کرتے ہی منہالہ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

عالیان جو منہالہ کے سیریئس ہونے پر گھبرا گیا تھا اب پر سکون ہو چکا تھا۔

"بہت جلد"

عالیان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

کچھ دیر بعد دونوں کیفے سے نکل گئے۔منہالہ ہوسپٹل چلی گئی جبکہ عالیان آفس کے لیئے نکل گیا۔

افراسیاب اپنے کام میں مصروف تھا جب سائقہ ایک فائل لے آئی۔افراسیاب سے کنسلٹ کرنے کے بعد سائقہ پلٹ گئی۔لیکن اس کا بازو لگنے سے کانچ کا گلاس زمین بوس ہو گیا۔

New Era Magazine

کانچ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا۔سائقہ فائل ٹیبل پر رکھ کر کانچ کے ٹکرے اٹھانے لگی۔افراسیاب نے اسے منع بھی کیا لیکن سائقہ باز نہ آئی۔اسی بحث کے دوران کانچ کا ایک ٹکرا سائفہ کے ہاتھ میں پیوست ہو گیا۔

"آہ"

درد کی وجہ سے سائقہ کراہ اٹھی۔افراسیاب فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا۔اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔افراسیاب نے چیک کیا تو کانچ کافی حد تک گھس گیا۔کٹ گہرا تھا۔ ڈریسنگ سے بلیڈ نگ کا بند ہونا ممکن نہیں تھا۔صاف نظر آرہا تھا کہ سٹیچز کی ضرورت ہے۔افراسیاب نے اسے کلینک لے جانے کا فیصلہ کیا۔

"ڈونٹ وری بچے!۔یہ موسمی بخار ہے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ اپنے""""ایگزیمز سے پہلے ٹھیک ہو جاؤ گے"

منہالہ نے اسد (پیشنٹ) کو میڈیسن دے کے اسے پیار سے سمجھایا۔اس آٹھ سالے بچے نے منہالہ کی باتوں کو غور سے سنا اور تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"دیٹس لائک آ گڈ بوائے"

منہالہ نے اسے داد دی۔اس بچے نے منہالہ کے گال پر کس کی اور شکریہ کہتا ہوا چل پڑا۔منہالہ مسکرا کر اس چھوٹے سے بچے کی پشت کو دیکھا اور اپنے ٹیبل پر موجود فائلز کو چیک کرنے لگی۔

عالیان جب آفس میں داخل ہوا تو سائقہ اور افراسیاب موجود نہ تھے۔میٹنگ شروع ہونے میں چند منٹ رہ گئے تھے۔عالیان نے دونوں کا نمبر ڈائل کیا لیکن بے سود عالیان کا غصہ شدت اختیار کر گیا۔عالیان کی آج ایک امپورٹنٹ ڈیل تھی جس کی سب مینیجمنٹس سائقہ نے کی تھیں۔

کلائنٹس آ چکے تھے لیکن سائقہ ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔لہذا عالیان کو ان سے ایکسکیوز کرنا پڑا۔سائقہ کی وجہ سے ایک بڑی ڈیل مس ہو چکی تھی۔عالیان اپنے بزنس کو لے کر انتہائی پوزیسو تھا۔اپنا اتنا بڑا لاس دیکھ کر عالیان کا غصے سے دماغ پھٹ رہا تھا۔

سائقہ کے ہاتھ پر سٹیچز لگ چکے تھے۔افراسیاب سائقہ کو گھر ڈراپ کر دیتا لیکن صائقہ نے آفس جانے کی ضد کی۔دونوں کو آج کی میٹنگ کا خیال تک نہ رہا تھا لیکن یاد آنے پر افراسیاب کے تو خیر نہیں لیکن صائقہ کے طوطے ضرور اڑ گئے تھے۔وہ حواس

New Era Magazine

باختہ ہو چکی تھی کیونکہ عالیان کے غصے کا اسے بخوبی علم تھا۔افراسیاب ریش ڈرائیونگ کرتا آفس پہنچا جہاں سب کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے کیونکہ عالیان نے سب کو خوب ڈانٹ پلائی تھی۔ لیکن فی الحال ان دونوں کے دماغ میں ایک ہی بات تھی۔دونوں فوراعالیان کے آفس کی طرف بڑھے لیکن وہاں کا منظر دیکھ کر ان پر خوف کا قبضہ ہو گیا۔

عالیان جلے پاؤں کی بلی کی مانند چکر کاٹ رہا تھا جب افراسیاب اور سائقہ نے ناک کیا۔

"کم ان"

عالیان کی غصے سے بھرپور آواز آئی۔افراسیاب پر تو کوئی اثر نا ہوا کیونکہ اسے کسی کے مزاج سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ تو سب سے بے نیاز اپنی ذات میں مصروف رہتا۔ لیکن سائقہ کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور گیا جسے افراسیاب نے محسوس کیا تھا۔

دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے تو عالیان کی کنپٹیاں سلگ اٹھیں اور ماتھا مزید تن گیا۔

"کہاں تھے تم دونوں؟"

اس نے صائقہ کے پٹی بندھے ہاتھ کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔۔"

New Era Magazine

انہیں خاموش پا کر عالیان غصے سے دھاڑا۔۔

دونوں کو دوستیوں سے فرصت ملے تب ہی کچھ یاد رہے گا نا۔آج تم دونوں سپیشلی سائی قہ "تم۔تمہاری وجہ سے اتنی امپورٹنٹ ڈیل ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی۔بٹ آئی ایم ڈیم شور تم دونوں "کو کوئی فرق نہیں پڑا ہو گا۔

افراسیاب نے اپنے غصے پر قابو پانے کے لیئے مٹھیاں بھینچ لیں جبکہ صائقہ روہانسی ہو چکی تھی۔

" NOW JUST GET LOST, I DON'T WANT TO SEE YOUR FACE"

عالیان غصے سے غرایا۔افراسیاب اپنا غصہ جبکہ سائقہ اپنے آنسو قابو کرتی باہر آگئی۔اور دونوں کام میں مصروف ہو گئے۔

عالیان نے ٹیبل سے گاڑی کی چابی اور والٹ اٹھایا اور باہر چلا گیا۔اس کا دماغ غصے سے پھٹ رہا تھا۔عالیان نے گھر کی راہ لی۔عالیان رات کو بالکل نہ سویا تھا۔عالیان نے سر درد کی ٹیبلٹ لی اور لیٹ گیا۔کچھ دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

New Era Magazine

12 بجے منہالہ کی ڈیوٹی ختم ہوئی۔وہ کافی تھک گئی تھی۔گھر آکر منہالہ نے فریج سے جوس لیا اور اپنے کمرے میں آگئی۔اس نے دن میں کئی بار عالیان کو کال کی لیکن اس نے رسیو نہ کی۔منہالہ نے دوبارہ ٹرائی کیا لیکن جواب ندارد!!۔اس کا چہرہ سرخ ہو گیا،منہالہ نے موبائیل پٹخا اور بیڈ پر نیٹ کر چھت کو گھورنے لگی۔

عالیان کا سیل سائلنس پر تھا۔اور جلدی میں اس کا سیل آفس میں ہی رہ گیا تھا۔

صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔سورج کی کرنیں کھڑکی میں سے ہوتی ہوئیں اس کے خوبصورت معصومیت سے پر چہرے کو چھو رہیں تھی۔روشنی پڑنے سے اس کی نیند میں خلل پڑا۔منہالہ نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو گھڑی 9 بجنے کا اعلان کر رہی تھی۔کچھ دیر نارمل ہونے کے بعد کے اسے پھر عالیان کے کال نا اٹھانے والی بات یاد آگئی۔منہالہ نے موبائیل آن کیا اور آن لائن لڈو کھیلنے لگی لیکن اس سے اس کا موڈ اور خراب ہو گیا کیونکہ وہ ہار گئی تھی۔جی بھر کے بدمزہ ہونے کے بعد منہالہ نے سیل اچھالہ اور اور اپنے کپڑے سیلیکٹ کو کے فریش ہونے چلی گئی۔

New Era Magazine

کافی دیر سونے کے بعد عالیان کافی فریش فیل کر رہا تھا۔نیوی بلیو تھری پیس سوٹ کے ساتھ بائیں ہاتھ میں رولیکس کی گھڑی اور اس پر اس کی شاہانہ چال سب کو اس کی طرف متوجہ کر رہی تھی۔پرفیوم کی خوشبو بکھیرتا ہوا عالیان آفس میں داخل ہوا۔جب وہ اتنے آفس میں داخل ہوا تو اپنا موبائیل ادھر دیکھ کر اسے اپنی لاپرواہی پر برا لگا لیکن اسے حیرت کا جھٹکا لگا جب اس نے منہالہ کی 69 مسڈ کالز دیکھیں۔عالیان نے کال بیک کی لیکن کوئی رسپونس نہ ملا۔

منہالہ ہاسپٹل کے لیئے تیار ہو کر گھر سے نکلی تو اس کا سیل بز ہوا اس نے دیکھا تو عالیان کی کال تھی۔منہالہ نے کال ڈسکنیکٹ کی اور گاڑی میں بیٹھی ہی تھی کہ دوبارہ عالیان کی کال آگئی۔اس نے سیل آف کیا اور کار زن سے بھگا لے گئی۔

ساحل قریب ہی تھا کہ طوفان آگیا

جو اس کے بعد گزری کناروں سے پوچھ لو۔

کافی دیر ٹرائی کرنے پر بھی جب رابطہ قائم نہ ہو سکا تو ناچار عالیان نے موبائیل چھوڑ کے اپنا سر تھام لیا۔

عالیان سے بات کرنے کو منہالہ کا دل مچل رہا تھا لیکن اپنا اگنور کیا جانا وہ کیسے برداشت کر لیتی۔اس کے لئیے اس کی سیلف ریسپیکٹ سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔لیکن وہ تو عالیان سے عشق کرتی تھی۔عشق میں تو اپنی ذات ہی کچھ معنی نہیں رکھتی عزت نفس تو کچھ بھی نہیں ہے۔

منہالہ نے اپنا سیل آن کر لیا۔وہ کافی دیر عالیان کی جانب سے کسی قسم کے رسپونس کا انتظار کرتی رہی لیکن عالیان کی طرف سے اسے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

منہالہ کے سامنے اگر اس وقت عالیان ہوتا تو وہ اس کے سر میں ضرور کوئی چیز دے مارتی۔

سٹاف کو احکامات جاری کرتا ہوا عالیان اپنے آفس میں واپس آگیا۔اس نے منہالہ کو کال کرنے کی لئیے سیل اٹھایا۔اتنا تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ منہالہ ناراض ہو گئی ہے۔

اور اس کی حرکات سے صاف واضح تھا کہ وہ ایسے ہاتھ نہیں آنے والی اس سے براہ راست بات کرنا ہی مسئلے کا واحد حل تھا۔

عالیان نے اسے کال کرنے کا ارادہ ملتوی کیا اور میسج ٹائپ کرنے لگا۔

ڈراما سینٹر کا راؤنڈ لے کر واپس آتے ہوئے اس کا سیل بزہوا۔اس نے دیکھا تو عالیان کا میسج تھا۔

اوہ مائی گرل اتنا غصہ!!!اتنی ناراضگی اچھی نہیں ہوتی۔بہتر ہے ہم بالمشافہ بات کریں۔"

"میٹ می ان دی آفس

اور ساتھ میں آفس کا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔منہالہ کا دماغ آؤٹ ہو گیا۔

"ہنہہ،یہ بھی اپالو جائز کا کوئی طریقہ ہے۔میٹ می ان دی آفس"

منہالہ نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے آخر میں عالیان کی نقل اتاری۔

New Era Magazine

افراسیاب اور صائقہ کو عالیان کی بات انتہائی ناگوار گزری۔لہذااب وہ آفس میں کم ہی بات کرتے۔افراسیاب میں کچھ ایسا تھاجو صائقہ کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔وہ بری طرح اس کی طرف کھنچتی تھی۔

شام میں اپنی ڈیوٹی مکمل ہونے کے بعد منہالہ نے عالیان کے آفس کارخ کیا۔آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے وہ آفس میں داخل ہوئی۔گیٹ کے سامنے وسیع پارکنگ تھی اس کے سامنے آفس کی شاندار عمارت۔منہالہ نے عمارت پر سرسری نظر دوڑائی اور اندر داخل ہوگئی۔اس کا غصہ پوری طرح ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔پھر جلتی پے تیل کا کام اگلے واقعے نے کر دیا۔

عالیان ایمن کے ساتھ اپنا نیکسٹ پروجیکٹ ڈسکس کر رہا تھا جب اس کی سیکرٹری نے اسے کسی کے آنے کی اطلاع کی۔

منہالہ نے عالیان کو رپلائی نہیں کیا تھا اسی لیئے عالیان سمجھا کہ منہالہ نہیں آئے گی۔اس کے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ منہالہ آئے گی۔

"جو بھی ہے اسے کہیں کچھ دیر ویٹ کرے"

کہ کر عالیان دوبارہ ایمن سے کنسلٹ کرنے لگا۔

ٹھیک بیس منٹ بعد ایک لڑکی منہالہ کو بلانے آئی۔اس کا چہرہ دھواں دینے لگا تھا۔ آنکھوں میں شدتِ ضبط سے سرخ ڈورے نمایاں تھے۔اور اب جب وہ جانے لگی تھی تو اسے بلاوا آ گیا۔

منہالہ پیر پٹختی آفس میں داخل ہوئی۔اسے دیکھتے ہی حیرت سے عالیان کا منہ کھل گیا۔

"منہالہ تم !! آئی ایم رئیلی سوری مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔"

"شٹ اپ"

عالیان کی بات کو کاٹتے ہوئے منہالہ چلائی۔

"منہالہ میری بات تو سنو"

"کیا سنوں میں ؟ہاں ؟ کیا سنوں ؟۔"

"دیکھو منہالہ۔۔۔۔۔"

"کچھ نہیں سننا کچھ نہیں دیکھنا مجھے۔"

شدت جذبات سے اس کا سانس پھول رہا تھا اس پر وہ حلق کے بل چلا رہی تھی۔

"منہالہ پلیز کام ڈاؤن"

New Era Magazine

تم نے خود کو سمجھ کیا رکھا ہے؟تم مجھے ایٹیٹیوڈ شو کر رہے ہو کل سے لے کر آج تک ذرا"اپنے رد عمل پر غور کرو۔مجھے دوسروں کی طرح نہ سمجھنے کی ہر گز غلطی نہ کرنا!مسٹر عالیان!!!۔

انگلی اٹھا کر وہ وارننگ دیتے لہجے میں بولی۔

عالیان جو کب سے اسے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے اس کی باتوں کو نظرانداز کر رہا تھا اس کی اس بات پر اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

اِن اَف منہالہ!!بہت بول لیا تم نے میں چپ ہوں اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ تم مجھ پر بے"

"بے بنیاد الزامات لگاؤ

منہالہ کے مقابل آتے وہ تیز آواز میں غرایا۔

منہالہ کی آنکھیں نیلے پانیوں سے بھر گئیں۔اس کی آنکھیں پہلے ہی چھلکنے کے لیئے بے تاب تھیں۔عالیان کے تیز لب و لہجے پر وہ خود کو قابو نہ کر پائی اور زار و قطار رونے لگی۔

منہالہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر عالیان کو اپنے لہجے کا احساس ہوا۔

I DIDN'T MEANT TO HURT YOU "

"MINHALA

اس نے منہالہ کو بیٹھنے کا کہا۔وہ پاس ایک چیئر پر بیٹھ گئی۔عالیان بھی اس کے مقابل بیٹھ گیا۔جب اس کے آنسو خشک ہوئے تو عالیان نے خدا کا شکر ادا کیا۔پھر عالیان نے ساری بات اس کے گوش گزار کی۔اس کی بات سن کر منہالہ کو ندامت نے آگھیرا۔

"پلیز مجھے معاف کردیں غصے میں میں نے آپ کو بہت غلط کہہ دیا"

"دیٹس آل رائٹ۔لیکن سزا تو آپ کو ملے گی"

عالیان نے مسکراہٹ دبا کے شرارت سے کہا جبکہ اس کی بات پہ منہالہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔عالیان اس کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"لیکن شادی کے بعد"

اس کے معنی خیزی سے کہنے پر منہالہ کان کی لو تک سرخ ہو گئی۔آپ بھی ایسی باتوں پر اتر آئے۔شرم تو نہیں آتی۔

منہالہ نے اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کی۔

اب اپنی ہونے والی "اسسسسسسسس" سے کیسی شرم!!؟

عالیان نے "اس" کو لمبا کرتے ڈھیٹ پن کے ریکارڈ توڑے۔

اب کی بار منہالہ کا منہ کھلنے کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی پھٹ گئیں۔

اب آپ کچھ زیادہ ہی فری ہو رہے ہیں میں تو چلی۔

منہالہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔

عالیان نے مزید بے شرمی کا مظاہرہ کیا۔ منہالہ کے دروازے تک جاتے قدم رک گئے۔ عالیان نے اس کی طرف قدم بڑھائے۔ منہالہ پیچھے ہوتی گئی یہاں تک کہ دیوار سے جا لگی۔ عالیان اس سے دو قدم کے فاصلے پر رک گیا لیکن منہالہ نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لیں۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر عالیان کو دکھ ہوا یعنی وہ عالیان کے بارے میں سوچتی ہے کہ کچھ بھی کر سکتا ہے؟ عالیان دو قدم مزید پیچھے ہوا۔ وہ تو منہالہ کو تنگ کر رہا تھا۔ ہوسپٹل لے جانے کے علاوہ اس نے کبھی منہالہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا پھر بھی وہ۔۔۔۔۔۔؟

اسے منہالہ کی سوچ پر افسوس ہوا۔

کچھ دیر یونہی کھڑے رہنے کی بعد منہالہ نے آنکھیں کھولیں تو وہ چیئر پے بیٹھا اسے دکھ بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"لِسن منہالہ! میں تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں اور اپنی عزت پر داغ کوئی بھی نہیں لگاتا۔"

پھر عالیان نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"ٹائم زیادہ ہو گیا ہے یو شوڈ گو ناؤ"

منہالہ نے اسے فخریہ نگاہوں سے دیکھا پھر دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔

"تھینکس فور یور آنر۔ ٹیک کیئر"

کہتے ہوئے منہالہ چلی گئی اور عالیان اس کے الفاظ کو یاد کرتا ہوا مسکرا دیا۔

منہالہ گھر آئی تو لاؤنج میں اسے مغیز صاحب بیٹھے نظر آئے لیکن آج ان کے ساتھ ممانی بھی تھی۔ ممانی کو دیکھتے ہی اسے ناگواری نے آگھیرا۔ منہالہ نے سب کو اجتماعی سلام کیا اور بادل نخواستہ آکر ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ ممانی کو مکھن لگانے کی خاص عادت تھی۔ اب بھی وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر بولیں۔

"ماشاءاللہ کسی کی نظر نا لگے کتنی پیاری ہے ہماری منہالہ۔ لیکن ضد اور غصے کی تیز ہے"

بالکل افراسیاب کی طرح۔

New Era Magazine

ممانی نے گفتگو کو طول دیتے ہوئے کہا۔ منہالہ کو ان کی باتوں سے جھنجھلاہٹ ہونے لگی۔

"آئی ایم ٹو ٹائرڈ موم آئی نیڈ سم ریسٹ"

کہتے ہوئے منہالہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے بیٹا جاؤ جا کے آرام کرو"

نادیہ بیگم نے شفقت بھری مسکراہٹ اچھالتے ہوئے نرمی سے کہا۔

منہالہ کے جانے کے بعد نادیہ بیگم سنجیدگی سے مغیز صاحب سے گفتگو کرنے لگیں۔

منہالہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد فریش ہو کر آئی تو اس کے سیل پر عالیان کی کال تھی۔

"السلام علیکم"

"وعلیکم السلام۔ ہنی آئی ہیو آ گڈ نیوز فار یو۔ کل موم ڈیڈ ہمارے رشتے کے لیئے تمہارے گھر آرہے ہیں گیٹ ریڈی"

کہتے ہوئے اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

New Era Magazine

منہالہ کو اپنی قسمت رشک ہونے لگا۔وہ شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلی گئی۔وہ خود کو بے انتہا خوش قسمت تصور کر رہی تھی کیونکہ آج تک اس نے جو کچھ بھی چاہا تھا اسے ملا تھا لیکن اسے کیا پتہ تھا زندگی ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔اس بار اس کی قسمت میں کچھ منفرد لکھا جا رہا تھا لیکن وہ ان باتوں سے بے خبر اپنی خوشیوں میں مگن تھی۔

منہالہ کی جب آنکھ کھلی تو سورج کی کرنیں زمین کو روشنی مہیا کر رہی تھیں۔روشنی اندھیرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔وہ بھی اس حسین صبح کا ایک حصہ معلوم ہو رہی تھی۔شہد آگیں زلفیں اس کے پر نور چہرے کا احاطہ کیئے ہوئے تھیں۔رات دیر سے سونے کے باعث شہد رنگ آنکھوں میں ابھی بھی نیند کی رمق باقی تھی۔منہالہ نے اپنے نرم گھنگریالے بالوں کو جوڑے میں قید کر کے کلپ لگایا۔ایک مسٹرڈ کلر کا ڈریس منتخب کر کے وہ فریش ہونے باتھ روم میں گھس گئی۔

جلدی میں منہالہ کا سیل گھر پر ہی رہ گیا۔عالیان نے اسے 7.00 بجے کا وقت دیا تھا۔منہالہ نے گھڑی کی طرف دیکھا جو 7.35 کا عندیہ دے رہی تھی۔منہالہ نے نے

اپنی چیزیں سمیٹیں اور جلدی سے گھر کی راہ لی لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ گھر پر ایک "سرپرائز" اس کا منتظر ہے۔۔

منہالہ ریش ڈرائیونگ کرتی گھر پہنچی لیکن اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا جب اسے کوئی مہمان نظر نہ آیا لیکن مٹھائی اور فروٹ باسکٹس دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ مہمان چلے گئے ہیں۔ منہالہ نے شکر کا کلمہ پڑھا اور فریج سے جوس نکال کر گلاس میں انڈیلا اور نادیہ بیگم کے پاس چل دی۔ نادیہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔ منہالہ نے ان کے مقابل صوفہ پر جگہ سنبھالی۔

"موم آج کوئی مہمان آئے تھا۔۔؟؟"

منہالہ نے ان سے استفسار کیا۔

نادیہ بیگم نے بھی بنا کوئی تمہید باندھے بات شروع کی۔

"کل تمہارے ماموں آئے تھے تمہارے اور افراسیاب کے رشتے کی بات کرنے۔"

نادیہ بیگم سانس لینے کی لیئے رکیں۔

"تمہارے بابا کو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ آج وہ شگن کر گئے ہیں دو دن بعد منگنی ہے"

منہالہ کے سر پر بم پھوٹ رہے تھے۔کچھ دیر تو وہ ہکا بکا بیٹھی رہی پھر مردہ قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔اب انکار کر کے اسے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔باہر والوں کا تو پتا نہیں لیکن اس کے اپنے گھر والوں نے اسے طعنے دے کر ضرور مار دینا تھا۔

کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں کہ جتنے مرضی ویل ایجوکیٹڈ ہوں اپنی غیرت انہیں پھر بھی ہر چیز سے مقدم ہوتی ہے یہاں تک کہ اپنے سے جڑے رشتوں کی خوشی سے بھی زیادہ!!!۔

وہ اپنی جان تو دے سکتے ہیں لیکن اپنی بات سے مکر نہیں سکتے۔اب جب منہالہ کے گھر والوں نے معیز صاحب کو زبان دے دی تھی کہ ان کو افراسیاب منہالہ کے قبول ہے منہالہ کے احتجاج کرنے پر اس کے ساتھ کافی برا بھی ہو سکتا تھا۔

لیکن تھی تو وہ بھی منہالہ ہی ایسے وہ عالیان سے کیا وعدہ توڑ نہیں سکتی تھی۔فاالحال اسے اپنا لائحہ عمل تیار کرنا تھا جس کے لیئے اسے کچھ وقت درکار تھا۔

ابھی سب سے اہم کام عالیان کو آگاہ کرنا تھا۔وہ اپنا موبائیل ڈھونڈنے لگی جو صبح گھر پر ہی رہ گیا تھا۔وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہلکان ہو گئی تھی۔آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے سیل تک رسائی نہ کر سکی۔وہ مضطربانہ کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔جب تھک

New Era Magazine

گئی تو بیڈ پر ڈھے گئی۔وہ کمرے کی چھت کو گھورنے لگی کیونکہ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

عالیان کے والدین خوشی خوشی مٹھائی اور پھلوں کی ٹوکریاں لے کر منہالہ کے گھر پہنچے لیکن بات چیت کرنے پر معلوم ہوا کہ دو دن بعد منہالہ کی اپنے ماموں زاد سے منگنی ہے۔وہ جتنی خوشی سے گئے تھے اتنے ہی اداس گھر آئے۔عالیان پر جوش سا ان کا انتظار کر رہا تھا۔لیکن ان کے تھکے چہرے دیکھ کر اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"موم ڈیڈ!! کیا ہوا

لیاقت صاحب اور صبا بیگم نے عالیان کو ساری بات بتا دی۔عالیان ساری روداد سن کر مشتعل ہو گیا۔لاؤنج میں موجود ہر چیز کو زمین بوس کرتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

لیاقت صاحب اور صبا بیگم کو اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر دکھ نے آگھیرا لیکن وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔۔؟؟؟

عالیان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کمرہ مقفل کیا اور منہالہ کا نمبر ڈائل کیا۔ بیل جا رہی تھی لیکن اٹینڈ نا کی گئی۔ عالیان نے دوسری دفعہ نمبر ڈائل کیا تو سوئچ آف تھا۔

"ڈیم!!!! وٹ آ ہیل آر یو ڈوئنگ"

عالیان نے پوری قوت سے اپنا سیل دیوار میں دے مارا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کمرے کے فرش پر بکھرے پڑے تھے لیکن ادھر ہوش کسے تھی۔۔؟

عالیان بالوں میں انگلیاں پھنسائے بیڈ کے پاس بیٹھ گیا۔

"نہیں، نہیں منہالہ ایسا نہیں کر سکتی وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی وہ میری محبت ہے!!"

عالیان چیخ رہا تھا۔ آج وہ انسان بے بس ہو چکا تھا۔

دیوانہ ہو چکا تھا۔ اس وقت وہ کوئی بچہ معلوم ہو رہا تھا جس سے اس کا پسندیدہ کھلونا چھین لیا جائے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟ ایک باشعور انسان کسی کے لئیے ایسے رو سکتا ہے؟

ہاں، یہ ممکن ہے۔ کیا نہیں ہوتا جب محبت یہ ہو جائے تو۔۔۔۔۔؟؟؟

عالیان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔اس کی آنکھیں لہو رنگ ہو چکی تھیں۔آگ بگولہ ہوتے اس نے ہر ایک چیز کو تہس نہس کر دیا۔

پینٹنگز،ڈیکوریشنز،لیمپ غرض ہر شے کو زمیں بوس کر دیا۔اب اس کا کمرہ عجیب و غریب منظر پیش کر رہا تھا۔۔

-

عالیان نے منہالہ کا نمبر ڈائل کیا تو اس کا سیل سرہانے کے نیچے،بیڈ کے بالکل کنارے پر پڑا تھا۔یکدم ارتعاش پیدا ہونے سے سیل بیڈ کے پیچھے گر گیا اور بیٹری نکلنے کی وجہ سے بند ہو گیا لیکن اب یہ بات عالیان کو کون سمجھاتا۔۔۔؟؟

سورج کی کرنیں رات کے اندھیرے کو مات کر رہی تھیں۔روشنی تاریکی پر غالب آ چکی تھی۔سورج پوری آب و تب سے چمک رہا تھا لیکن منہالہ کے لئے گویا سب سیاہی میں ڈوب چکا تھا۔اس کی ہر خوشی کو غم اپنے اندر سمو چکا تھا۔رات بھر جاگنے کے باعث اس کی آنکھیں سوج چکی تھیں۔فجر کی نماز ادا کر کے اس نے اللہ کے حضور زار و قطار روتے ہوئے بہتری کی دعا کی۔جب دل ہلکا ہوا تو اپنی ڈیوٹی پر جانے کے

لئے تیار ہونے لگی۔ لیکن ہوسپٹل جانے سے پہلے اس کا عالیان کے آفس جانے کا ارادہ تھا

-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_

عالیان کو جاگنگ کرتے طویل وقت سرک گیا تھا۔اس کا سانس پھول رہا تھا چہرا پسینے سے تر تھا لیکن عالیان تھا کہ رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔اس کے اندر ایک طوفان تھا جس پر قابو پانے کی وہ ناکام کوشش کر رہا تھا۔

-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_

سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جب عالیان کے آفس میں انٹری سے سب کی ہنسی اور آواز کو بریک لگا 😆 😂۔اس کے چہرے پر آج سنجیدگی کے بجائے غصے کے آثار دیکھ سب کی جان (مزید)ہوا ہونے لگی۔ 😟 عالیان نے افراسیاب کو اپنے ساتھ آنے کا کہا اور اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ 😱 (اب تو افراسیاب کی خیر نہیں 😰 😱 ویسے وہ کونسا عالیان سے ڈرتا ہے 😎 سوڈونٹ وری جسٹ چل 😝)

اس کی جانے کے بعد سب اپنے کام میں لگ گئے 😔 کیونکہ صبح صبح عالیان سے تذلیل کروانے کا شوق کسی کو بھی نا تھا 😥۔

-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_

افراسیاب عالیان کی مطلوبہ فائل اسے دیتے ہوتے اسے ایکسپلین کرنے لگا۔عالیان نے اسے ایک اور فائل دیتے ہوئے اسے تفصیل بتائی اور حکم صادر کیا کہ دو دن کے دورانیہ میں اسے سارا ڈیٹیل ورک چاہئے 😕 ۔بلکہ ہفتے کو ہی مکمل ہو کام 😤

"ہوپ سو ڈیٹ یو آر فری آن سیٹرڈے"

بے نیازی سے کہتے وہ دوسری فائل کی ورق گردانی کرنے لگا۔

"سر سیٹرڈے کو تو میری انگیجمنٹ سیر یمنی ہے 😌 لیکن فائل آپ تک پہنچ جائے گی 😏"

عالیان کے دماغ میں ایک دم کلک ہوا 😵 "کس سے؟"

"میری پھوپھو کی بیٹی منہالہ سے 😒"ا

فراسیاب نے بیزاری سے جواب دیا(میرا تو انٹرویو ہی شروع ہو گیا ہے 😡)اس نے چڑھ کر سوچا۔کچھ دیر کی گہری خاموشی کے بعد افراسیاب کو جانے کی اجازت مل

New Era Magazine

گ ئی ی 😇 عالیان کے پیشانی پر ان گنت شکنوں کا جال ابھرا تھا۔اس نے کاؤنٹر پر فون کیا

if someone comes to meet me dont tell about "my presence"

اب مزید کسی کو برداشت کرنے کی سکت اس میں نا تھی۔

(اسے کہتے ہیں irony سوچو کچھ ہوتا کچھ ہے۔لہذا گیٹ آ ہولڈ آف یور سیلف اینڈ بی پریپ ئی یر فار دی نکسٹ ٹرائ ل)

-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_

پنک کرتے کے ساتھ وائ ٹ کیپر ی اور پنک وائ ٹ کمبینیشن حجاب منہالہ پر خوب جچ رہا تھا لیکن وہ کچھ مرجھائ ی سی تھی۔بے دلی سے ڈرائ یو کرتے وہ عالیان کے آفس پہنچی لیکن کاؤنٹر سے معلوم ہوا کہ عالیان آفس میں ہے ہی نہیں جبکہ اسے عالی کی گاڑی پارکنگ میں نظر آگ ئی ی تھی۔یہ سن کر اسے خاصی مایوسی ہوئ ی جس کے آثار اس کے چہرے پر واضح تھے۔اس کا فنا ہو جانے کو جی چاہا لیکن اتنی سی بات پر ہمت ہارنا کوئ ی بہادری کی بات تو تھی نہیں اور اپنی شکست تو اس نے کبھی

برداشت ہی نا کی تھی تو اب کیسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے پڑے رہتی؟ اس نے کچھ سوچا اور خاموشی سے باہر کی راہ لی۔

-_-_-_-_-_-_-_

مونیٹر پر سب نمایاں دیکھا جا سکتا تھا۔ منہالہ کا بجھا ہوا چہرہ دیکھ اس کے دل کو کچھ ہوا۔ اسے منہالہ پر ترس آ رہا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کی نسبت کسی اور کے ساتھ طے ہے اور منہالہ کا کال ٹینڈ نہ کرنا اسے صورتحال سے آگاہ نا کرنا عالیان کے غصے کو ہوا دے چکا تھا۔ عالیان کو اپنے دل میں ٹیس اٹھتی محسوس ہوئی ی۔ اس نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔

-_-_-_-_-_-_-_-_-_

منہالہ نے خود کو کافی حد تک کمپوز کر لیا تھا لیکن بے چینی ابھی تک باقی تھی۔ اسے تو چپ ہی لگ گ ئی ی تھی۔ کسی سے بات بھی نہیں کر سکتی تھی۔ بے شک اللہ سب بہتر جاننے والا اور بہتر کرنے والا ہے اس خیال سے منہالہ مکمل پر سکون ہو گ ئی ی اور آئی سی یو (انٹینسو کئیر یونٹ) کی طرف چل دی۔

-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_-_

منہالہ اور افراسیاب دونوں کے گھروں میں منگنی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ منہالہ کا تو خیر ٹمپر نارمل ہوا ہی نہیں افراسیاب کو ویسے ہی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔احساس و جذبات سے عاری انسان محسوس کر بھی کیا سکتا ہے؟اس کی بلا سے جو ہوتا ہے ہوتا رہے۔

-_-_-_-_-_

"انفیکشن زیادہ سوئیر نہیں ہے ان میڈیسنز اور آئی نٹمنٹ سے ان شاءاللہ ریکور ہو جائے گا" منہالہ نے اسوہ کو Eczema کی دوائی دی اور مریض کے جانے کے بعد منہالہ نے اپنا سٹتھیسکوپ اوور آل سیل اور گاڑی کی چابی پکڑی اس کا ڈیوٹی ٹائم اوور ہو چکا تھا۔

-_-_-_-_-_-_-_-_

گھر میں داخل ہوتے مغیز صاحب کی گاڑی دیکھ آج پہلی بار منہالہ کو جھنجھلاہٹ ہوئی۔ گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے منہالہ نے خود کو پر سکون کیا اور اندر آگئی۔ سنیکس کے ساتھ انصاف کرتے اس کی توقع کے عین مطابق اسی کا موضوع زیرِ بحث تھا۔خوشامد کرنا تو ممانی کی عادت تھی جو ہمیشہ سے منہالہ کو ناگوار گزرتی لیکن منہالہ کو اس وقت وہ کسی زہر سے کم بری نہیں محسوس ہو رہی

New Era Magazine

تھی۔ منہالہ نے اجتماعی سلام کیا اور کمرے میں جانے لگی جب نادیہ بیگم کی آواز نے اس کے قدم جکڑ لئیے۔

''منہالہ بیٹا جاؤ بھائی صاحب کے ساتھ جا کر منگنی کا جوڑا لے آؤ''

منہالہ نے چبھتی نظر اپنی ماں پر ڈالی اور کرک دار لہجے میں مخاطب ہوئی۔

''جسے جانا ہے شاپنگ پر چلا جائے آئی ایم اِنف ٹائیرڈ آئی کانٹ ٹیک اٹ''

ایک ایک لفظ پر زور دیتے منہالہ وہاں رکی نہیں۔ کمرے میں آ کر اس نے دروازہ مقفل کیا اور سر تھامے دیوان پر بیٹھ گئی۔

-___-_-_-_-_-_

منہالہ کی بات سے ممانی کو تو مانو پتنگے لگ گئے لیکن موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اپنی بھڑاس کسی اور وقت کے لئیے رکھ لی۔

''کوئی بات نہیں آپا بچی تھکی ہوئی ہے ہم خود اپنی گڑیا کے لئیے شاپنگ کر لیں گے''

کہتے ہوئے مغیز صاحب نے واپسی کی تیاری پکڑی۔

ان کے جانے کے بعد نادیہ بیگم نے منہالہ کے کمرے کا رخ کیا کافی دیر ناک کرنے کے بعد دروازہ نا کھلا تو وہ الٹے پاؤں واپس چلے گئیں۔

-_-_-_-_-_

دو دن نا محسوس انداز میں گزر گئے۔ منہالہ اور عالیان نے خود کو کام میں بری طرح مصروف کر لیا تھا کہ انہیں گردونواح کی کوئی خبر نا تھی۔ دو دن گزرنے کا احساس ناگوار تھا لیکن اب سہنا تو تھا۔

منہالہ اور افراسیاب کے گھروں کو خوبصورتی سے مزین کیا گیا تھا۔ افراسیاب نے ہنگامے سے قطعی منع کیا تھا اور سادگی سے انگیجمنٹ کا حکم صادر کیا تھا لہٰذا سادہ لیکن عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ کمبائن انگیجمنٹ کا کوئی رواج نہیں تھا پہلے گھر کے بڑوں نے افراسیاب کو انگوٹھی پہنا دی پھر منہالہ کو۔ ابھی سب نے اس کا منہ بھی میٹھا نہیں کروایا تھا لیکن منہالہ کمرے میں چلی گئی۔ انگوٹھی کھینچ کر انگلی سے نکالی اور دراز میں پٹخی کیونکہ یہ اس کے دل کی رضا تو ہر گز نا تھی۔

دوسری جانب افراسیاب کے لئے یہ انگوٹھی غیر ضروری نہیں تو ضروری بھی نا تھی۔ یوں مسلسل انگوٹھی پہننے کے خیال سے ہی اس نے جھرجھری لی۔ کپبورڈ میں رنگ رکھی اور اپنا نائٹ سوٹ پکڑے وہ فریش ہونے چلا گیا۔ اس مقدار میں لوگ ہجوم اور بھیڑ دیکھ اسے تھکاوٹ اور اکتاہٹ نے آ لیا تھا۔

___---___----___---___

New Era Magazine

"میرا ڈوپٹہ کہاں گیا۔"

منہالہ نے سرہانے بھی الٹ پلٹ کر دیکھے لیکن نتیجہ ندارد۔! بیڈ پر کھوجنے کے بعد منہالہ نے بیڈ کے نیچے جھانکا تو ڈوپٹے کے ساتھ ساتھ گمشدہ موبائل بھی سکون فرما رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔تو ادھر ہیں جناب۔میرے لئے کارِ عظیم بلکہ وبالِ جان کا انتظام کر کے محترم ادھر تشریف فرما ہیں۔"

سیل ملنے پر اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔ساتھ ہی اس کے "عظیم" دماغ میں قابل تحسین ترکیب بھی آگئی کی کیسے اس رشتے سے خود کو آزاد کروانا ہے۔کہ اس پر حرف بھی نا آئے اور اس کی خواہش بھی پوری ہو جائے۔وہ لڑکی جو ایک گیم میں بھی اپنی ہار برداشت نا کرتی ہو وہ اپنی زندگی کے اہم ترین کام میں شکست کھا لیتی۔۔؟

---_---_---_---_---_---_---

آفس میں بیٹھا عالیان اپنے ہاتھوں کو آپس میں بھینچے ان پر سر پٹخ رہا تھا۔سارا آفس خالی تھا اور وہ اکیلا اپنی سوچوں سے رہائی حاصل کرنے آگیا تھا۔ایک دم اس کے آفس کا

دروازہ ایک دھاڑ سے کھلا۔ اپنے سامنے اسے دیکھ عالیان کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ ایک دم اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

”تم!!! یہاں کیسے؟“

ڈیپ گلا۔ جس میں سے جسمانی خدوخال جھانک رہے تھی اچکا سا ٹاپ۔ ٹخنوں سے قدرے اوپر جینز کھلے بال۔ گچی کا بیگ ہائی ہیل والے سینڈیلز اور میک اپ زدہ چہرہ۔۔۔!!!!

وہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئی اور اس کے چہرے پر شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئے آہستہ گویا ہوئی۔۔۔

”تمہیں ٹریس کر کے“۔

عالیان نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ دو سال بعد وہی غرور تکبر انا پرستی کے ہر انداز سے چھلک رہا تھا۔

New Era Magazine

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟"

"تمہیں پتا تو ہے"

"جسٹ کٹ یور کریپ!! پہلے بھی میں نے کہا تھا آگین ٹیلنگ یو میں صرف اس سے محبت۔۔۔۔(کرتا ہوں)"

"لیکن وہ تو کسی اور سے منسوب ہے۔چچ چچچ چچ تمہیں نہیں پتہ کل اس کی منگنی کسی اور سے ہو گئی ی"

تمسخرانہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتے مریم طنز کے تیر چلاتی جا رہی تھی۔

"بٹ شی از مائی لو مائی لائف۔آئی ول کیپ آن لو نگ ہر ٹِل آئی بریتھ مائی لاسٹ"

”ڈونٹ بی سو امپلسو عالیان۔ایز آئی ی ٹولڈ یو، یو ہیو گوٹ می ہیڈ اوور ہیلز۔پہلے تو ہم سٹڈی کر رہے تھے اور تمہیں اس کا انتظار تھا ناؤ دی ویٹ ہیز کم ٹو اینڈ۔بی مائی ن۔۔“

Maryam !try to understand .I can't I "
"seriously can't do it

Alyaan trust me i will make u happy"
each day
I will make ur mornings charming
I will love u each day
each hour
Each minute
Each second
"...Each instant

New Era Magazine

بولتے ہوئے اس کا لہجہ خمار آلود تھا۔ کھوئے ہوئے وہ نجانے کن جذبات کی یاداشت میں یہ سب بولتی جارہی تھی۔ اس دوران وہ عالیان اور اپنے درمیان فاصلہ سمیٹ چکی تھی۔ ہکا بکا کھڑے عالیان کو دھکیل کر کرسی سے تقریباً گرایا اور اس پر جھک گئی۔

"عالیاااااان ن ن ن ن"

کسی کی تیز پکار پر عالیان نے مریم کو یک دم اپنے اوپر سے ہٹایا بلکہ تقریباً دھکا ہی دیا۔ وہ توازن برقرار نا رکھ پائی اور گر گئی۔۔۔۔۔۔۔

__________________*______*______

"منہالہ تمہارا رانجھا تو سنڈے کو بھی آفس جارہا ہے"

ڈاکٹر بلال نے ہنستے ہوئے اسے مطلع کیا۔

"ہاہاہاہاہا اچھی بات ہے میں ایزیلی اس سے بات کر لوں گی۔"

جواباً دوسری طرف ڈاکٹر بلال کا قہقہہ بلند ہوا۔

New Era Magazine

"اچھا اب تمہارا کام ہو گیا۔ میں تو چلا ڈیوٹی پر۔ تم نے تو مجھے ڈاکٹر سے جاسوس بنا دیا ہے اسی دن کے لئے میں اتنی محنت کر کے پڑھائی کر کے ڈاکٹر بنا تھا۔"

ڈاکٹر بلال نے مصنوعی دکھ سے آنسو صاف کئے۔

"نوازش آپکی 😜 آپ مدد نہ کرتے تو دوست کس کام کے"

اس نے خوشگوار انداز میں جواب دیا۔ الوداعیہ کلمات کہہ کر سلسلہِ گفتگو اپنے اختتام کو پہنچا۔

اپنا تشکیل کردہ منصوبہ عالیان کو بتانے کے لئے وہ بے چین تھی۔ منہالہ نے حجاب باندھا اور بیگ سیل اور گاڑی کی چابیاں پکڑے باہر کی جانب چل دی۔

***____-------**____--------

عالیان کے آفس کا دروازہ کھلا دیکھ وہ مسکرائی۔

"عالی کو شاید پہلے ہی پتہ ہے میں آ رہی ہوں۔"

منظر سے بے خبر اس نے خوش ہوتے ہوئے سوچا۔

دبے قدموں وہ آگے بڑھی لیکن اندر جھانکتے ہی اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ عالیان پر کوئی لڑکی جھکی ہوئی تھی۔ کھلے بال جینز اس کا حلیہ ہرگز مناسب نہیں تھا۔ حیرت کی زیادتی سے وہ با آواز بلند چیخی تھی۔

دو سال پہلے۔۔۔۔۔۔

۔

حسبِ معمول عالیان مریم کو نوٹس بنوا رہا تھا اور وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔اس کی عدم دلچسپی کو نوٹ کرتے یکدم عالی نے پین میز پر پٹخا اور کرسی پر پڑا بیگ کندھے پر ڈال کر جانے لگا کہ مریم نے اس کا بازو تھام لیا۔عالی نے اس کا ہاتھ جھٹکا

"وٹس رانگ ودیو؟وائی یو کیپ آن سٹ ئی یر نگ می۔۔۔؟

تلخ لہجہ اپناتے عالی نے بازو اپنے سینے پر باندھے تھے۔

"عالی آج میں صریح اقرار کر رہی ہوں دیٹ آئی لو یو۔جب تم سامنے آتے ہو تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کے وہ مزید الم غلم ارشاد کرتی عالی نے اسے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

New Era Magazine

"شٹ اپ! جسٹ کٹ یور کریپ میں تمہارے ان جھانسوں میں آنے والا نہیں ۔پہلے جان بوجھ کر میری راہ میں حائل ہو کے مجھ سے ٹکرا جاتی تھیں پھر مجھ سے ریکویسٹ کی کہ نوٹس بنانے میں تمہاری ہیلپ کروں اور اب تم اس نہج پر پہنچ چکی ہوں۔کس قدر گھٹیا ہو تم۔تم جیسی فیمیلز خواتین کا نام بدنام کرتی ہیں۔۔تم جیسیوں کے باعث ہی لوگوں کا پاکیزہ محبت سے اعتبار اٹھ گیا ہے۔۔۔"

اپنے غصے کو بمشکل قابو کرتے وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

اس دن سے عالی نے مریم سے کوئی رابطہ نا رکھا تھا لیکن مریم تھی کہ آج تک عالیان کا خیال وہ دماغ پر سوار کئے بیٹھی تھی۔۔۔۔

اور آج اسی کے باعث دونوں کے درمیان غلط فہمی نے جگہ لے لی تھی۔۔۔عالی کے دل میں مریم کے متعلق بر ہمی اب نفرت میں بدلنے لگی تھی۔۔لیکن ابھی وہ اکیلا رہنا چاہتا تھا اور یہی اس کے لئے بہتر تھا۔۔۔۔

--------------------------*--------------------------

*-

"یہی تھی تمہاری محبت یہی تھی"

بیڈ کی سائیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی ہالہ کبھی اپنے بال نوچتی کبھی چہرہ رگڑتی خود کلامیاں کرنے لگتی۔

"تم تم نے ایک بار بار بھی مجھ سے بات نا نا کی، کیا میں ات اتنی ہی ارزاں تھی کہ کسی کو بھی دان کر دو۔ایک بار کوشش بھی نہیں کی مجھے پانے کی ہاؤ ڈئیر یو"

اٹک اٹک کر بولتے اس نے سائیڈ ٹیبل سے لیمپ اٹھا کر زمین پر پٹخا تھا۔

"کیا میری محبت کا رنگ اتنا کچا تھا۔۔اتنی جلدی اتر گیا؟ نا تم نے میرا انتظار کیا نا رابطے کی کوشش کی نا صورتحال کا حل نکالا الٹا رنگ رلیاں منانے لگے، تمہیں میری محبت کبھی معاف نہیں کرے گی کبھی نہیں"

وہ بالکل بے دم ہو چکی تھی چیختے چیختے۔اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ اب مزید خود اذیتی اور چیخنے کی ہمت اس میں نا بچی تھی۔ہولے ہولے وہ ہوش و حواس کی دنیا سے ناطہ توڑنے لگی تھی۔۔۔۔

*-_---------------------------

"ہالہ کال ریسیو کرو یار"

جو بھی تھا لیکن وہ خود کو اس کی نظروں میں گرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔اس نے کبھی کسی کو ایک نظر بھی دوبارہ نہیں دیکھا تھا اور اب اتنا رقیق الزام اس پر لگا تھا اس کو مٹانا تو ضروری تھا۔

شام سے وہ اس کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا لیکن بے سود۔اب دن کے دس بج رہے تھے لیکن نا اس نے کال پک کرنی تھی نا کی۔۔۔۔!

---_--*------------------------------

شام کے پانچ کا وقت تھا۔ایمرجنسی سے حسبِ معمول لاشیں نکل بھی رہی تھیں اور کچھ زخمی لوگ اور لاشیں آ بھی رہی تھیں۔لاشیں ایسی تھیں جنہیں لواحقین یہ سمجھتے لے آتے تھے کہ شاید کوئی ی سبب بن جائے ان کے پیارے پھر سے جی اٹھیں۔ایسے

New Era Magazine

لوگ ڈاکٹرز کو فرشتہ سمجھتے ہیں جو بے جان وجود میں جان پھونک دیں گے لیکن زندگی دینے اور لینے والی ذات تو اللہ پاک کی ہے نا۔اس معاملے میں انسان کیا کر سکتا ہے؟
ہر کوئی ی اپنے نصیب کی ہر شے پا کر اپنے نصیب کی سانسیں جی کر رخصت ہو جاتا۔پیچھے رہ جانے والے عزیزوں کے ل ئی یے ایک نا بھرنے والی خلا چھوڑ جاتا ہے۔ خیر وقت سب سے بڑا مرہم ہے جو بہت سے زخم بھر دیتا ہے لیکن کچھ زخم ناسور بن جاتے ہیں جن سے خون رستا رہتا ہے اور بالآخر وہی ناسور موت کی وجہ بن جاتا۔
وہ گھر جانے والی تھی جب ایمرجنسی وارڈ کے باہر سٹریچر پر ایک تقریباً پندرہ سالہ لڑکی کی ڈیڈ باڈی پڑی دیکھی۔ساتھ ایک ادھیڑ عمر خاتون اور پچیس سالہ لڑکی دھاریں مار مار رو رہی تھیں۔اس بچی کے سر سے خون بہتا چہرے پر جما ہوا تھا اور آنکھیں نیم کھلی اوپر کی طرف چڑھی ہوئی ی تھیں جیسا کہ ہر مردہ شخص کی ہوتی ہیں۔
روح ناک اور منہ کے ذریعے کھینچی جاتی ہے۔سب سے پہلے پاؤں بے جان ہوتے ہیں اور کونسیکوئی ینسلی سارے جسم سے روح کھینچ لی جاتی ہے۔اس دوران انسان کچھ بولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بول نہیں پاتا وجہ سپائی نل کورڈیعنی ریڑھ کی ہڈی میں موجود دماغ سے ملحق گوشت کا بے جان ہو جانا ہے جو کہ سارے جسم میں پیغامات کی ترسیل کرتا ہے۔بالآخر دماغ اور آنکھوں سے روح کھینچی جاتی اور اعصاب تن جاتے

ہیں بعض جگہ لکھا گیا ہے کہ فرشتہ روح قبض کر کے اوپر کی طرف جاتا ہے اور اسی باعث آنکھیں پلٹ جاتی ہیں باقی واللہ اعلم۔

منہالہ ڈاکٹر تھی اس کا روز کا کام تھا یہ سب دیکھنا وہ ہر ایک کو دلاسہ نہیں دے سکتی تھی لیکن ان بے سہارا خواتین پر اسے بہت ترس آیا اس نے انہیں خود سے لگائے تسلی۔جانے والے تو واپس نہیں آ سکتے اور نا ہی فوری طور پر صبر آتا ہے لیکن ان کی آنکھیں کچھ تھم گئی تھیں۔ہالہ نے اسے اپنے بیگ سے نکال کر کچھ پیسے دئیے اور چل دی۔

ملجگا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا وجہ تھے کالے بادل۔موسم زرد اور سیاہ سا تھا انتہائی خوشگوار۔۔!

ٹھنڈی ہوا روح کو طمانیت بخش رہی تھی لیکن اسے کسی چیز کا ہوش نا تھا۔ایسے ہی کھوئی کھوئی سی وہ گاڑی میں بیٹھی۔اگنیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی سڑک پر ڈال دی۔یکلخت کسی کی موجودگی کا احساس ہوتے اس نے بائیں جانب گردن گھمائی اور بمشکل خود کو چیخنے سے باز رکھا۔

''کیا بد تمیزی ہے۔آپ نہیں جانتے کسی کی گاڑی میں ایسے بیٹھنا گراں گزرتا ہے طبیعت پر۔ویسے اتنے اِل مینرڈ ہیں تو نہیں آپ۔۔۔اوہ میں بھول گئی جو آپ ہیں وہ دکھتے نہیں''

گاڑی روڈ سائیڈ پر لگاتے وہ اسے سخت سست سنانے لگی۔

اور پھر عالیان نے اسے سب بتادیا اور ہالہ نے بھی۔غلط فہمیوں کے بادل چھٹ چکے تھے۔

''اچھا سنئے میرے پاس ایک پلان ہے 😋 جس سے ہماری شادی ہو جائے گی''

اچھا کیسا پلان ؟''

''ہم ماموں کو کڈنیپ کروالیں گے اور گونز(غنڈوں) کو کہیں گے کہ افراسیاب کا نکاح انکی بندی سے کروادیں اور پھر بعد میں آپ پرپوزل دیجئے گا اینڈ کام کمپلیٹ''

وہ جو ہمہ تن گوش بات سن رہا تھا اچانک اچھلا۔

”توبہ ہے۔ میں تو سمجھتا تھا تم بہت سیدھی سادھی معصوم ہو۔ شرارتوں کا پتہ نہیں لیکن تم تو توبہ توبہ آفت کی پر کالہ ہوا گر تمہارا پلین سکسیسفل ہو گیا تو مجھ بیچارے کا کیا ہو گا یا اللہ پاک بچا لیجئے مجھے“

”ٹھیک ہے ہونے دیجئے جو ہوتا جائے اپنی مریم کے پاس ہو نہ۔“

جل کر بولتی لیکن مسکراتے اس نے کار سٹارٹ کی۔

”زیادہ بننے کی ضرورت نہیں جل ککڑی“

ایسے ہی نوک جھونک کرتے وہ کافی شاپ پر چلے گئے۔

۔

کافی پینے کے ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے کیسے وقت گزرا انہیں معلوم ہی نہ ہوا ۔۔۔۔ایسا ہی تو ہوتا ہے جب ہم اپنا من پسند کام کر رہے ہوں تو کہاں کچھ یاد رہتا ہے۔ تھکاوٹ بھی نہیں ہوتی۔ بالکل ایسے ہی جیسے ہم کئی کئی گھنٹوں موبائل استعمال کرتے رہیں تو ہمیں نیند نہیں آتی لیکن کتاب پکڑنے کے دس منٹ بعد نیند آجاتی ہے۔

New Era Magazine

منہالہ کی آج نائٹ ڈیوٹی تھی۔الوداعیہ کلمات ادا کر کے دونوں اپنے اپنے راستے پر رواں دواں تھے۔اور قسمت میں دونوں کا راستہ ایک ہونا لکھا تھا جو بہت جلد ہو جانا تھا۔

****

وہ اپنا کام ختم کرتا اٹھنے کو تیار تھا۔ارادہ جلدی سے گھر جا کر آرام کرنے کا تھا کیونکہ تھکاوٹ بہت ہو رہی تھی۔ابھی اٹھنے کا قصد ہی باندھا تھا کہ فائقہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی۔متغیر رنگت، پھولتی سانسیں وہ ہانپتی ہوئی اس کی طرف آئی تھی۔

"کیا ہوا فائقہ از ایوری تھنگ اوکے؟"

افراسیاب کے استفسار پر اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔

"وہ با۔۔۔بابا کو ہا۔۔ہارٹ اٹیک۔۔۔۔"

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی تھی۔کچھ دیر قبل اسے گھر سے فون آیا تھا۔ملازمین وغیرہ انہیں اسپتال لے گئے تھے لیکن بقول ڈرائیور کے ان کی حالت کافی

سیرئیس تھی اور فائق کے ساتھ جانے والا کوئی نہ تھا رشتے دار بھی کچھ خاص نہ تھے اسی لئے گم ہوتے حواس سے اسے صرف افراسیاب ہی نظر آیا تھا۔اسے کچھ تسلی بھرے الفاظ کہہ کر اسے لئے وہ اسپتال کی جانب چلا گیا تھا۔اور وہ روتی چلی جارہی تھی۔

****

اور پھر ایسے حالات اور واقعات رونما ہوتے ہیں زندگی میں جو ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔ کبھی پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی جاتی ہے تو کبھی سر سے آسمان، کبھی ساری دنیا کا بوجھ سر پر آن گرتا ہے تو کبھی گہرے اندھیروں میں ہمیں دھکیل دیا جاتا ہے لیکن کچھ کے لئے زندگی یک دم خوشگوار اتفاق بھی لاتی ہے جن کے راستے خود بخود ہموار ہوتے چلے جاتے ہیں اور انکی زندگی حسین لمحوں کا لا متناہی سلسلہ بن جاتی ہے۔اور کاتبِ تقدیر خوب جانتا ہے کب کس کو کیا نوازنا ہے اور بے شک وہ بہترین نوازنے والا ہے۔

فائی قہ کے والد اپنی آخری سانسوں میں اس کا افرسیاب کے ہاتھ میں تھماگ ئی ے تھے۔اب ایک مرتے ہوئی ے شخص کی خواہش کا احترام واجب تھا اور پھر معلوم ہی نہ ہوا کیسے افراسیاب کے والدین اس رشتے پر متفق ہوئے اور منہالہ کی فیملی سے بات چیت کے بعد سب پر سکون طریقے سے طے پا گیا۔

منہالہ کے ل ئی ے عالیان کے رشتے کو ری کنسیڈر کر کے ان کا رشتہ بھی فائی نل کر دیا گیا تھا۔

*_____*_*__

اس کے والد کافی عرصہ سے دل کے عارضے میں مبتلا تھے اسے سنبھلنے میں کچھ وقت لگا تھا۔قسمت نے ایک سہارا واپس لیا تھا تو ایک مضبوط سہارا عطا بھی کیا تھا۔دیکھنے میں آگے کی زندگی خوشگوار معلوم ہو رہی تھی باقی زندگی میں اتار چڑھاؤ تو آتے رہتے ہیں اور حالات کے شدید طوفان میں مشکلات کے تھپیڑے ہمیں مضبوط بھی کر سکتے ہیں اور ریزہ ریزہ بھی۔دعا کا سہارا لے کر ہم سکون حاصل کر سکتے ہیں اور وہ اللہ ہی تو ہے جو کسی کو بے نیل و مرام نہیں لوٹاتا وہ تو جھولی بھر دیتا ہے پارساؤں کی بھی اور گنہگاروں کی بھی کیونکہ اس کی نعمت ہر خاص وعام کے ل ئی ے ہے لیکن جن پر خاص کرم ہوتا

ہے وہ خوش قسمت ہوتے ہیں۔اور جب اس پر توکل کر لیا جائے تو بڑے سے بڑا پہاڑ بھی چھوٹا سا کنکر معلوم ہوتا ہے۔

#_____#______#_____#

آج کے دن ان کی شادی تھی۔واقعی جو چیز آپکی ہو وہ آپکو سات سمندر پار سے بھی مل جاتی ہے اور جو آپکی نہ ہو وہ ہاتھ میں ہو کر بھی نہیں ملتی۔انہیں بھی اپنی منزل مل گئی تھی اور بہت سی خوشیاں ان کی منتظر تھیں۔لیکن یہ بات تو ضرور ہے خوشیوں کے ساتھ کچھ آزمائشیں بھی ہوتی ہیں لیکن جب ہمسفر ہاتھ تھام کر اعتماد،عزت اور محبت کا حصار مہیا کرتا ہے تو ہر مشکل آساں ہو جاتی ہے۔

"کیا محبت میں معجزے بھی ہوتے ہیں؟"

سوال گونجا تھا شاید سرسراتی ہوائیں محوِ گفتگو تھیں۔

"ہاں،کچھ بھی ہو سکتا ہے جب محبت یہ ہو جائے تو"

ختم شدہ

New Era Magazine

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine